ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

{1}
شوال المکرم ۱۴۲۱ھ
جنوری ۲۰۰۱ء

نیا سال - ایک سوال
مجددِ احرار، جانشین امیر شریعت
حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ
کا دعوت آمیز پیغام

"احرار" کیا چاہتے ہیں
محسن احرار، سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ
کی فکر انگیز تحریر

آخری صلیبی جنگ

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

پاکستان کو توڑنے والے ہاتھ

سیکولرازم کا سرطان

انقلاب کی باتیں

اخبار الاحرار

افکار احرار

نیا سال - ایک سوال

دنیا کی عمر میں ایک اور برس کا اضافہ ہو گیا، یا کاروانِ حیات نے قطعِ منازل کے سلسلہ میں ایک کڑی ختم کر لی۔ بہر کیف نیا سال آیا، نئی امنگوں اور نئے آدرشوں کے شگفتہ پھولوں سے جھولی بھرے ہوئے۔ کیا ہم نے بھی روایات کے قامت موزوں پر مقتضیاتِ وقت کا لبادہ چست کر کے مستقبل کے آئینہ میں اس کے خط و خال کا جائزہ لینے کی فکر کی یا نہیں؟ یخ بستہ عقائد میں حرارت، افکارِ معطلہ میں روحِ تدبر، بے راہ رو جذبات میں حسنِ اعتدال، معصیت آلودہ اعمال میں ذوقِ طاعت و عبودیت پیدا کرنے کے لئے کیا ہم نے بھی تجدید عہد کی، "سالگرہ" منائی یا نہیں؟ کہیں ہماری حیاتِ قومیت کا چہرہ بھی غبارِ نوحہ و ماتم میں تو اٹا ہوا نہیں ہے۔ آخر ہم نے بھی زندگی کے اضمحلال و کبیدگی کو نشاطِ دائمی سے بدلنے کے لئے پیمانِ انقلاب استوار کیا ہے یا نہیں؟ یہ ایک سوال ہے، جو لیل و نہار کی ہر گھڑی میں ہمارے فکر و عمل کے تضاد کا سراپا بن کر ابھرتا ہے اور اس وقت تک ابھرتا رہے گا جب تک جواب دینے کی ضرورت باقی ہے۔ اشارات سے دلیل پا لینے والوں نے کس حد تک اپنے فرائض کو محسوس کیا ہے، اس کی نشان دہی ایامِ گزشتہ کی آغوش میں استراحت پذیر اعمال سے ہی ہو سکے گی۔ قلیل مدت میں معین و مقصود اہم تغیر کے رونما ہونے کا یقین کر بیٹھنا ایک خوش فہمی ہے۔

مجددِ احرار، جانشینِ امیرِ شریعت

حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اقتباس اداریہ سہ ماہی "مستقبل" ملتان

۱۹۴۹ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

Regd: M. No. 32

جلد ۱۲ | شمارہ ۱ | قیمت ۱۵ روپے

بیاد سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جنوری 2001ء شوال المکرم ۱۴۲۱ھ

بانی: مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد اسحٰق سلیمی

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ

سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ

محمد عمر فاروق

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک 150 روپے

بیرونِ ملک 1000 روپے پاکستانی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم ٥ مہربان کالونی ملتان ☎ 061.511961

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

ناشر: سید کفیل بخاری طابع: تشکیل احمد اختر مطبع: تشکیل نو پرنٹرز - مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان۔

تشکیل

دل کی بات: پاکستان تجربات کی بھٹی — مدیر — ۳

بازگشت: احرار کیا چاہتے ہیں......؟ — محسنِ احرار سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ — ۵

افکار: انقلاب کی باتیں — محمد عمر فاروق — ۷

فیض احمد فیض اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ — محمد عمر فاروق — ۹

پاکستان کو توڑنے والے ہاتھ — آغا غیاث الرحمن انجم — ۱۲

آخری صلیبی جنگ — عبدالرشید ارشد — ۱۵

سیکولرازم کا سرطان (آخری قسط) — محمد عطاء اللہ صدیقی — ۲۵

شاعری: نعت، (سید کاشف گیلانی، نظم: قرآن مبین، حافظ محمد ظہور الحق ظہور، نظم: ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی، خالد مسعود خان، قطعات، : سید کاشف گیلانی، سید یونس الحسنی، نظمیں: بیادشورش کاشمیری، خورشید احمد صدف، ملک ماہر کرنالی — ۴۳

طنزومزاح: زبان میری ہے بات ان کی — خادم حسین — ۴۷

ردقادیانیت: مرزاقادیانی کا دعویٰ نبوت — مولانا محمد عارف سنبھلی — ۴۸

آپ بیتی: تاریخ کے جھروکے سے — شیخ عبدالمجید امرتسری — ۵۱

اخبارالاحرار: رہنمایانِ احرار کی تبلیغی و تنظیمی سرگرمیاں — ادارہ — ۵۳

حسنِ انتقاد: تبصرہ کتب — خادم حسین — ۶۰

ترحیم: مسافرانِ آخرت — ادارہ — ۶۳

دل کی بات

پاکستان...... تجربات کی بھٹی

۵۳ سال سے پاکستان تجربات کی بھٹی بنا ہوا ہے۔ سیاست دان، حکمران، دانشور، نوکر شاہی اور ہر شعبہ کے ماہرین فن لنگر لنگوٹ کس کر میدانِ کار زار میں اترے ہوئے ہیں اور باری بدل بدل کر اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ لیکن جو تماشا گزشتہ مہینے رونما ہوا وہ اپنی نوعیت میں منفرد اور محیر العقول تھا۔ سابق وزیر اعظم مسٹر نواز شریف اور ان کے پورے "شریف" خاندان کو جائداد اور دیگر اثاثوں کی ضبطی کے عوض رہا کر کے سعودی عرب بھیج دیا گیا۔ موجودہ عسکری حکومت نے قومی دولت لوٹنے، کرپشن کو رواج دینے اور قومی اداروں کو تباہ و برباد کرنے کے جرم میں ان کی حکومت کا خاتمہ کر کے اقتدار پر قبضہ کیا تھا اور ملکی خزانہ کی لوٹی ہوئی ایک ایک پائی ان سے وصول کرنے کا اعلان کیا تھا۔ ان پر مقدمات چلے اور عدالت عظمیٰ نے انہیں سزا سنائی۔ کئی مقدمات ابھی زیر سماعت تھے مگر اچانک ایک خفیہ ڈیل کے ذریعے اس سزا یافتہ طائفے کو رہا کر دیا گیا۔ حکومت کا یہ مؤقف نہایت کمزور ہے کہ ہم نے لوٹی ہوئی دولت کا بہت سا حصہ وصول کر لیا ہے جبکہ وہ لوٹے ہوئے مال کا عشر عشیر بھی نہیں۔ انہوں نے سیانے چور کی طرح پہلے ہی اپنی دولت ملک سے باہر منتقل کر دی تھی۔ سوال یہ ہے کہ جب وہ سزا یافتہ مجرم تھے تو انہیں کیوں چھوڑا گیا؟ کیا مختلف جرائم کی پاداش میں ملک کی جیلوں میں قید دیگر سزا یافتہ قیدی بھی اس فیصلے سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

بے نظیر زرداری اور مسٹر نواز شریف نے تو اپنے اپنے عہد اقتدار میں عدالتوں کا وقار خاک میں ملایا ہی تھا مگر حالیہ ڈیل نے عدالتی وقار میں کونسا اضافہ کیا ہے۔؟ ہم دیانت داری سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس اقدام سے وطن عزیز کی بہادر افواج کی عزت و وقار بھی مجروح ہوئے ہیں اور حکومت نے اپنی کمزوری اور بے بسی کا اظہار کر کے قوم کو مایوس کیا ہے۔ اس سلسلہ میں جناب چیف ایگزیکٹو کی تقریر بھی دلائل کے اعتبار سے انتہائی کمزور اور مایوس کن تھی۔ وہ عوام کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کو ختم نہ کر سکے۔ اور اس اقدام کا کوئی معقول جواز پیش نہ کر سکے۔ کارگل کے محاذ پر فوج اور وطن کی عزت خاک میں ملانے والے، مجاہدین کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کرنے والے، علماء کو جعلی پولیس مقابلوں میں قتل کرانے والے اور عدلیہ و انتظامیہ کو تباہ و برباد کرنے والے قومی مجرموں کو یوں چھوڑ دینا کسی بھی اعتبار سے قرینِ انصاف نہیں۔ احتساب کے اس انوکھے انداز کو کیا نام دیا جائے۔

پاکستان کے عوامی و عسکری حکمران اور سیاست دان گزشتہ نصف صدی سے ملک میں جو سیاسی کھیل کھیل رہے ہیں اس کا نتیجہ ہمہ گیر تباہی و زوال کی صورت میں آج ہمارے سامنے ہے۔ جاگیردار اور سرمایہ دار باریاں بدل بدل کر لیلائے اقتدار سے شب باشی کرتے رہے تو فوج کیسے لطف اندوز ہوئے بغیر رہ سکتی

تھی۔ اس طبقاتی کشمکش نے ہمارے وطن کو بے حال کر دیا ہے۔ ۵۳ برسوں سے تجربات کی بھٹی جل رہی ہے اور پوری قوم اس بھٹی میں جل رہی ہے۔ صرف "اتفاق" کی بھٹی بند کرنے سے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ سیاسی عدم استحکام، اخلاقی زوال اور اقتصادی و معاشی تباہ حالی کا ذمہ دار کسی ایک طبقے کو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تمام مقتدر اور بالادست طبقات اس گلشن کو برباد کرنے میں برابر کے شریک ہیں۔ حمود الرحمن کمیشن رپورٹ اس پر ایک بڑی شہادت ہے۔ یہ تیس برس قبل شائع ہو جاتی تو شاید بالادست طبقے اپنے قومی جرائم سے توبہ کر کے ان کا اعادہ نہ کرتے مگر بھٹی جل رہی ہے اور پھر بلدیاتی انتخابات کا نیا تجربہ کیا جا رہا ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس مرتبہ اس تجربے کا دورانیہ خاصا طویل ہے۔ اس کا فائدہ بھی سوائے اس کے کچھ نہ ہوگا کہ موجودہ عسکری حکومت اپنے اقتدار کو کچھ طول دے لے گی۔ مگر حکومت اس نظام کے ذریعے جو انقلابی تبدیلیاں لانا چاہتی ہے وہ تو پھر بھی نہیں آسکیں گی۔ جو لوگ ناظم اور نائب ناظم منتخب ہوئے ہیں وہ انہی سیاست دانوں کی باقیات السیئات ہیں جن کو ملک کے ناظم اعلیٰ جناب جنرل مشرف نے اقتدار سے الگ کیا ہے۔ وہی موروثی و پیدائشی جاگیردار اور سرمایہ دار پھر نئے تجربے کی برکت سے اقتدار میں آ گیا ہے۔

ہم اپنی بہادر عسکری حکومت سے گزارش کریں گے کہ اب پاکستان کے حال پر رحم کریں اور قوم کو ناکردہ گناہوں کی مزید سزا مت دیں۔ حکومت کا نظریاتی قبلہ درست کر کے نفاذِ اسلام کی طرف پیش قدمی کریں یہ پوری قوم کی متفقہ آواز ہے، اس آواز کو گوشِ ہوش نیوش سے سنیں اور دل میں جگہ دیں۔

۶ عرب ممالک کا اتحاد، امید کی نئی کرن:

خبر آئی ہے کہ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے چھے ممالک نے اپنا دفاع، کرنسی اور اقتصادیات مشترکہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ دیگر مسائل میں بھی وہ مشترکہ حکمت عملی اختیار کریں گے۔ یورپی ممالک کے مقابلے میں عرب ممالک کا اتحاد مسلم امہ کے مفادات کے حوالے سے امید کی نئی کرن ہے۔ ان ممالک نے عراق کے صدر صدام حسین سے بھی کہا ہے کہ وہ معتدل رویہ اختیار کریں۔ اگر صدام حسین اس کا جواب اثبات میں دیں تو گویا اس اتحاد میں ان کی شمولیت کا بھی امکان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عرب ممالک کو جن وسائل سے مالا مال کیا ہے اگر وہ انہیں یہود و نصاریٰ کے تسلط سے آزاد کر لیتے ہیں تو امریکہ و یورپ کے کفار ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکیں گے۔ شاہ فیصل شہید کو اسی جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا کہ وہ امت مسلمہ کو متحد کرنے کے ساتھ ساتھ یورپ کے خلاف تیل کا ہتھیار استعمال کر رہے تھے۔

دوسری خبر ہے کہ سعودی عرب نے اپنے دفاع پر مامور امریکی افواج سے معاہدہ ختم کر کے پاکستانی افواج کو بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں جنرل مشرف جلد سعودی عرب کا دورہ کر رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ارضِ مقدس یہودی و نصرانی امریکی افواج سے پاک ہو۔ اللہ تعالیٰ اس اتحاد کو کامیاب فرمائیں اور امریکہ و یورپ کی سازشوں سے محفوظ رکھیں (آمین)

محسن احرار ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری قدس سرہ،

احرار کیا چاہتے ہیں ....؟

احرار چاہتے ہیں کہ..... انسان کو انسان کی غلامی سے نجات مل جائے مسلمان صرف اور صرف اللہ کی حاکمیت کیلئے جئے، اس کیلئے جدوجہد کرے اور اگر اس راہ میں جان دینے کا وقت آئے تو قربان ہو جائے۔

پاکستان میں معاشرہ کی تشکیل برادری و برابری کے مقدس اصولوں پر ہو۔ غریب، تنگ دست اور پریشان حال نہ رہیں، سب خوش حال ہو جائیں۔ ضعیف، قوی سے اپنا حق لے سکے اور کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے۔ مزدور، کسان کو ان کا حق پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کیا جائے۔ معاشی ناہمواری ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے گداگری، بے پردگی اور بے روزگاری کی لعنت مٹ جائے عریانی، فحاشی، جنسی انارکی اور بدکاری ہمیشہ کیلئے دم دبا کے بھاگ جائے۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات، رسائل و جرائد نیکی کی اشاعت کے ادارے بن جائیں اور پاکستان یورپئین کلچر کی بد تہذیب یلغار سے محفوظ ہو جائے ملاوٹ ذخیرہ اندوزی، ناجائز منافع خوری، سمگلنگ اور بلیک مارکیٹنگ جیسی تباہ کن قومی برائیوں سے پاک ہو جائے۔ سود کے غلیظ، کثیف، پلید اور خبیث یہودیانہ استحصالی معاشی نظام سے پاک ہو جائے۔ نوکر شاہی اور وڈیرہ شاہی کی لعنت بیماری، جہالت اور روح کے کوڑھ کے نجات مل جائے۔ وطنِ عزیز میں مخلوط نظامِ تعلیم ختم ہو اور تعلیمی ادارے خالص تعلیمی ادارے بن جائیں۔ ان علمی اداروں میں دینی نصاب بنیادِ تعلیم ہو اور انہیں یورپ زدہ خوش پوش سفلوں سے پاک کر کے ان کا تقدس بحال کیا جائے اور یہ ادارے علم و آگہی اور شعور و دانش کا چشمہ بن جائیں۔ پاکستان، سائنس انجینئرنگ و ٹیکنالوجی میں دنیا کی تمام قوموں کی قیادت کرے اور تہذیب و اخلاق کا محور بن جائے۔ امن و آشتی اور صلح و وفا کا گہوارہ ہو، فرنگی کی سیاسی، روحانی اور معنوی اولاد سے پاک ہو۔ ہمارا وطن ۱۹۴۷ء میں قربانی دینے والی معصوم بیٹیوں، بیٹوں، بھائی، بہنوں اور ماؤں کی بلبلاتی روحوں اور آرزومند و مستمند دلِ ناصبور کا سچا شاہکار بن جائے۔

ہمارا پاکستان امن کی دھرتی، نیکی کا دوست، بدی کا دشمن اور قانون الٰہی کی حکمرانی کی علامت ہو ہمارا پیارا وطن، توحید ختم نبوت، اسوۂ صحابہ و اہلِ بیت کی اطاعت کے نور سے جگمگا اٹھے اور دارالسلام بن جائے۔

ان خوابوں کی تعبیر اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی جب تک آپ ہمہ گیری دینی انقلاب کیلئے انفرادی و اجتماعی جدوجہد میں شریک نہیں ہوتے۔ اپنا وقت، مال، جان، اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کیلئے قربان کرنے کا جذبۂ صادقہ لے کر اللہ کی راہ میں نہیں نکلتے۔ احرار کا راستہ، اللہ کا راستہ ہے۔ حکومتِ الٰہیہ کی مقدس منزل کا راستہ۔

احرار کا منشور یہ ہے:

* طاقت کا سرچشمہ صرف اللہ جل جلالہ کی ذات ہے اور اسی کو حکمرانی کا حق حاصل ہے۔
* توحید و ختم نبوت اور اسوۂ صحابہ ہمارا دین
* خلافت و شورائیت اور اجماع امت ہماری سیاست ہے
* زکوٰۃ و عشر اور جزیہ و خراج ہماری معیشت ہے
* اعلاءِ کلمۃ اللہ تبلیغ جہاد اور غلبۂ اسلام ہمارا نصب العین ہے

* حصول رضاء الٰہی و شفاعت نبی آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا مقصد ہے
ہمارے صرف تین دشمن ہیں:
دشمن خدا، دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم، دشمن ازواج و اصحاب رسول علیہم الرضوان
ہماری جدوجہد کا اگلا قدم فک کل نظام تمام طاغوتی طاقتوں اور نظاموں کی بساط الٹ دینا ہے۔
مجلس احرار اسلام میں شامل ہو کر جمہوریت سمیت تمام فرسودہ نظاموں کی گرتی ہوئی دیوار کو ایک زوردار دھکا دیں اور قیام حکومت الٰہیہ کا فریضہ ادا کریں۔

اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ

مجلس احرار اسلام پاکستان کے تمام ارکان شوریٰ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بحکم امیر مرکزیہ حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس ۲۵، شوال ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۱، جنوری ۲۰۰۱ء بروز اتوار صبح ۱۰ بجے دفتر مجلس احرار اسلام لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ معزز ارکان ۲۰ جنوری کی شام تک لاہور پہنچ جائیں الگ سرکلر بھی روانہ کر دیا گیا ہے۔

والسلام محمد اسحٰق سلیمی
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

بقیہ از ص 52

ایک روز مولانا مفتی محمد یونس صاحب کا خط کراچی سے مولانا تاج محمود کے نام ایک معروف تاجر کے معرفت مجھے ملا جس میں رضا کاروں کی ڈیمانڈ کی گئی تھی۔ چنانچہ جتنے بھی دوست احباب میسر آسکے مشاورت کے لئے طلب کر لئے گئے۔ مشاورت کے بعد شیخ ابراھیم جو کہ ایک سرگرم احرار کارکن تھے۔ اور کراچی کے حالات سے آگاہی رکھتے تھے۔ مجھے اور شیخ صاحب کی قیادت میں دو صد رضا کاروں کو لے کر کراچی جانے کا فیصلہ ہوا۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری تھی جو مجھے سونپی گئی۔ رضا کاروں کا جتھہ ساتھ لیا اور اللہ کا نام لے کر چل پڑے اگلے روز کراچی سٹی سٹیشن پر اترے۔ راستہ خوش اسلوبی سے طے ہوا۔ جہاں راستہ بخیر و خوبی طے ہوا تھا۔ وہاں جذباتی رضا کاروں نے عین منزل پر پہنچ کر احتیاط کا دامن چھوڑ دیا اور گاڑی سے اترتے ہی نعرے لگانے شروع کر دیئے حالانکہ میرے ساتھی شیخ صاحب (ابراھیم شیخ) مجھے ہوئے سمجھدار انسان تھے انہوں نے سمجھایا بھی تھا۔ کہ ہمارے پیچھے پیچھے خاموشی سے میمن مسجد تک آجائیں۔ پھر جیسا پروگرام ہو گا کیا جائے گا۔ لیکن یار لوگ جلد بازی کر گئے جیسے ہی نعرہ بلند ہوا پولیس نے پکڑ دھکڑ شروع کر دی۔ وہ پکڑ پکڑ کر ٹرکوں میں بھر رہے تھے۔ بہت سے رضا کار بچھڑ گئے کچھ لوگوں کے ساتھ مل کر باہر آ گئے اور بند روڈ سے ہوتے ہوئے میمن مسجد پہنچے کچھ کا جدھر منہ اٹھا ادھر نکل گئے میں بھی روڈ پر کھڑا ہو کر ساتھیوں کا انتظار کرنے لگا شیخ صاحب بھی پتہ نہیں کہاں نکل گئے تھے۔ آخر میں نے میمن مسجد کا رخ کیا کیونکہ وہ تحریک کا مرکز تھی۔ روزانہ جلوس اسی مسجد سے نکالا جاتا تھا۔ تھوڑی دیر میں آٹھ دس ساتھی اکٹھے ہو گئے ا (باقی آئندہ)

محمد عمر فاروق

انقلاب کی باتیں

افغانستان میں طالبان کی حالیہ فتوحات سے پاکستان کے مختلف حلقوں میں طالبان کی طرز پر پاکستان میں انقلاب آنے کی چہ میگوئیاں شروع ہو گئی ہیں۔ پاکستان ماضی میں جن گرداب معاشی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی حالات کا شکار رہا ہے۔ آج کی صورتحال اس سے مختلف نہیں ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ماضی کی نسبت اب حالات زیادہ ابتر ہو چکے ہیں۔ عوام نے پچھلی حکومتوں کی عوام کش پالیسیوں سے تنگ آ کر موجودہ حکومت کی آمد پر جس قدر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اب اس سے کہیں زیادہ ناراضی اور مایوسی بھرے جذبات کے مظاہر دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ کیونکہ عوام نے ہر قسم کی سیاسی جماعتوں کی حکومتوں کو آزمایا اور آخری امید پاک فوج سے وابستہ کی تھی۔ لیکن جرنیل بھی حالات کا دھارا موڑنے میں ماضی کے حکمرانوں کی طرح ناکامی سے دوچار نظر آتے ہیں۔ اس لیے اس تکلیف دہ حقیقت کے آشکارا ہونے پر عوام بے چینی و اضطراب میں مبتلا ہیں۔ اگرچہ عوام ابھی سڑکوں پر نکل آنے کی نوبت تک نہیں پہنچے۔ لیکن اندر ہی اندر اٹھنے والے طوفانوں کی خوفناکی کا اندازہ اچھی طرح کیا جاسکتا ہے۔ مسلم لیگ اگر موجودہ حکومت کے خلاف عوامی حمایت حاصل نہیں کر سکی تو اس کا بڑا سبب عوام کا مسلم لیگ کے خلاف اندرونی غصہ و نفرت ہی ہے۔ بالکل اسی طرح لیگی حکومت کے دوران پیپلز پارٹی کے عوامی جماعت ہونے کے باوجود آصف زرداری کی رہائی کے مطالبے کو عوامی حمایت و پذیرائی نہ مل سکنے میں وہی عوامی غیظ و غضب کارفرما تھا۔ اگر خاموش طوفان عوامی جماعت اور بھاری مینڈیٹ کے دعویداروں کو مسترد کر کے انہیں اقتدار سے الگ کر سکتے ہیں تو موجودہ اضطراب کی لہر فوجی حکومت کے خلاف جو نتائج پیش کر سکتی ہے۔ اس کی پہلی جھلک آنے والے بلدیاتی انتخابات میں عوام کی عدم دلچسپی کی شکل میں سامنے آنے والی ہے۔ اور یہ سلسلہ چل پڑا تو پھر جو طوفان جھوم کے اٹھے ہیں، تنکوں سے نہ ٹالے جائیں گے۔ اب گیند حکومت کے کورٹ میں ہے کہ وہ عوامی احساسات کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیش بینی کے طور پر کیا قدم اٹھاتی ہے۔

طالبان تحریک جس وقت اٹھی تھی۔ اس وقت افغانستان متحارب گروہوں کی باہمی خانہ جنگی میں گرفتار تھا۔ عوام مسلسل حالت جنگ میں تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے روسی استعمار کے خلاف اپنے بیوی، بچوں، بہنوں، بیٹیوں، والدین، عزیز واقارب اور گھر بار کی عظیم قربانی دی تھی۔ اب اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی پیکار کی وجہ سے دل ہارے بیٹھے تھے۔ امن و امان کا تصور خواب بن چکا تھا۔ اقتدار کی اندھی طلب نے افغانستان کو بارود کا ڈھیر بنا رکھا تھا۔ بے چینی، بے آبروئی، باہمی کشمکش، بدامنی، مہنگائی اور غیر یقینی حالات کی ناگفتہ بہ صورتحال میں دینی مدارس کے کچھ اہل دل طلباء کرام ملک میں امن و سکون واپس لانے کا عزم بلاخیز لے کر اٹھے اور دیکھتے ہی دیکھتے امن کے ان سفیروں نے متعدد شہروں اور صوبوں کو بغیر جنگ و قتال کے حاصل کر لیا اور ان تمام علاقوں میں عملاً شریعت اسلامیہ کی عملداری قائم کر کے امن و امان کی فضاء بحال کر دی۔ تمام شہریوں سے اسلحہ واپس لے لیا۔ تمام شہریوں

کے جان و مال کی پاسداری حکومت نے اپنے ذمہ لے کر جرائم اور قتل و غارت کا خاتمہ کر دیا۔ اور حقوق و فرائض کی ادائیگی پر مبنی ایسا مستحکم نظام نافذ کیا کہ افغانیوں نے پہلی بار سکھ کا سانس لیا۔ طالبان کی خدا ترسی اور حسن اخلاق سے افغانستان کا نوے فیصد علاقہ آج ان کے قبضے میں ہے۔ عوام ان سے محبت کرتے ہیں کہ طالبان کی بدولت افغانستان امن و امان کا گہوارہ ہے۔ مساوات محمدی پر مبنی عدل و انصاف انہیں گھر کی دہلیز پر دستیاب ہے۔ حکمران اور وزراء میلوں پھیلے محلات کی بجائے سادہ دفتروں اور خستہ حال گھروں میں نظر آتے ہیں۔ طالبان کی بصیرت و سلیقہ مندی اور حسنِ تدبر کا اس سے بڑھ کر اور ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ اقتصادی پابندیوں کے باوجود انہوں نے اپنی حکمت عملی سے ایسی قابلِ ستائش خارجہ پالیسی اختیار کی ہے کہ اب دنیا کی رائے ان کے حق میں ہموار ہو رہی ہے۔ اور کچھ ہی عرصہ میں افغانستان کو دنیا بھر میں تسلیم کیے جانے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

پاکستان میں این جی اوز کے پالتوں نااہل حکومتی مشیروں کی بدولت حالات جس برق رفتاری کے ساتھ تنزلی کی طرف جا رہے ہیں اور ماضی کی طرح حال کے حکمران حالات کی اصلاح میں جس ناکامی سے دوچار ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ ان کو مد نظر رکھتے ہوئے ملک میں انقلاب آنے کی پیش گوئی کو دیوانے کی صداء سمجھنے والوں کی عقل پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ انقلاب کون لائے گا۔ مگر ایک بات تو طے شدہ ہے کہ اب انقلاب اسلامی قوتوں کے ذریعے ہی آئے گا۔ موجودہ بڑی مذہبی جماعتیں جو مذہب کو سیاست پر قربان کر کے لادین طبقات کی بیساکھیاں بنی ہوئی ہیں اور حکومتوں کے بنانے اور گرانے ہی سے جن کے پیٹ کا دھندا اور چندہ چلتا ہے۔ ان مفاد پرست جھتوں سے انقلاب لانے کی امید رکھنا حد درجہ حماقت اور عقل و شعور کا بانجھ پن ہے۔

انقلاب وہ لوگ لائیں گے جو دنیوی مال و متاع سے تہی دست لیکن دولت ایمان سے معمور ہوں گے۔ جن کے دامن حرص و ہوس کے داغوں سے پاک ہوں گے۔ کمیشن خوری اور مالیاتی خرد برد جیسے جہنمی مشغلے اور رشوت و نذرانوں جیسے ابلیسی پارلیمان کے تحائف جنہیں چھو کر نہ گزرے ہوں گے۔ غیروں کی فضاؤں میں اڑانوں کی بجائے جن کے قدم اپنی ہی مٹی میں جمے ہوں گے۔ جمہوریت و لبرل ازم کی بجائے جو اسلامی شورائیت کے علمبردار ہوں گے۔ ایسے مسلم انقلابی وقت کے ایٹمی فرعونوں سے خائف و مرعوب ہونے کی بجائے اپنے مالک حقیقی کا خوف و دبدبہ رکھتے ہوں گے۔ جن کا درسِ اخوت اور پیام بقاء انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے چھڑانا ہوگا۔ جو قصدِ منزلِ حق کے لیے ہجوم تیرہ شبی میں کتاب مبیں کو چراغ راہ بنانے کے خوگر ہوں گے۔ آنے والے انقلابی اپنی ذات کو آئین سے ماورا نہیں بلکہ اپنے آپ کو ہر لحظہ دنیا و آخرت کے احتساب و جواب دہی کے لیے تیار رکھیں گے۔ وہ فرشتے نہیں انسان ہوں گے۔ آپ نے دیکھے نہ ہوں، مگر ایسے بھی ہیں۔ قارئین محترم! جب دھرتی دکھ و آزار سے بھر جائے اور جیون گھڑیاں عذاب بن جائیں تو رحمت حق جوش میں آتی ہے۔ تب انقلاب آیا ہی کرتے ہیں۔ انقلاب تبدیلی کا مناد ہوتا ہے۔ تبدیلی آیا ہی چاہتی ہے اور وہ وقت دور نہیں قریب ترین ہے کہ جب دیکھتی آنکھوں اور سنتے کانوں

یہ فضاء معمور ہوگی، نغمۂ توحید سے

محمد عمر فاروق

فیض احمد فیض اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

شاید بعض احباب کو اس عنوان پر تعجب ہو کہ کہاں ایک رند مشرب، اشتراکی شاعر فیض اور کہاں پیشوائے وقت، امیر شریعت! کیونکہ اشتراکیت اور اسلام میں جو بعد ہے اس کے ہوتے ہوئے آگ اور پانی کے اس اشتراک پر حیرانی خلاف واقعہ نہیں ہے لیکن فیض احمد فیض کی سامراج دشمنی اور علم دوستی ہی قربت کے وہ دو بنیادی عناصر اور وجہ اشتراک ہیں جو انہیں حضرت امیر شریعت کے حلقۂ ارادت میں لے آئے اور فیض کا امیر شریعتؒ سے الفت و ارادت کا یہ علاقہ ان کی وفات تک قائم رہا۔

جن لوگوں نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ پایا ہے یا جنہوں نے ان کی زندگی کے احوال و آثار کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی علم رکھتے ہیں کہ شاہ جیؒ ایک وسیع النظر رہنما، عالی ظرف ہستی اور انسانوں سے پیار کرنے والی ایک محبوب اور دلنواز شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے کسی بھی فرد کے عقیدہ و نظریہ اور مسلک و مذہب کی بناء پر اس کی ذات سے نفرت نہیں کی، بلکہ اس کی بحیثیت انسان ہمیشہ خلق و مروت سے تواضع کی۔ ان کشادہ نظری کی بدولت ان کی محفلوں میں ہر مکتبۂ فکر کے افراد شریک ہونا باعث فخر و سعادت سمجھتے تھے علاوہ ازیں شاہ جی ایک متبحر عالم دین، بے مثل خطیب، دور اندیش مدبر اور زیرک سیاستدان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم سخن فہم اور بلند علمی و ادبی ذوق کی حامل شخصیت بھی تھے۔ شعر و ادب ان کی گھٹی میں پڑا تھا مشہور شاعر شاد عظیم آبادی زبان و محاورہ کی اصلاح شاہ جی کی نانی مرحومہ سے لیا کرتے تھے۔ شاہ جی خود ہفت زبان ہونے کے علاوہ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے ان کا کلام "سواطع الالہام" کے عنوان سے شائع ہوا۔ شاہ جی کی علمی مجالس میں مولانا غلام قادر گرامی، عرشی امرتسری، ڈاکٹر محمد دین تاثیر، ڈاکٹر کے ایم اشرف، پطرس بخاری، صوفی تبسم، غلام رسول مہر، عبدالمجید سالک، جگر مراد آبادی، حفیظ جالندھری، انور صابری، ساحر لدھیانوی، سبط حسن سیف الدین سیف، عبدالحمید عدم، احسان دانش، ساغر صدیقی، شریف کنجاہی، احمد ندیم قاسمی، حبیب جالب اور فیض احمد فیض جیسی ممتاز ادبی شخصیات اکثر حاضر ہوتیں، اپنا کلام سناتیں اور داد پاتیں جناب احمد ندیم قاسمی نے اعتراف کیا ہے کہ "شاہ جی اتنے بڑے شعر شناس تھے کہ شاعر کی نفسیات کی گہرائیوں میں اتر جاتے تھے اور شعر کی داد ہمیشہ اس پہلو سے دیتے تھے جو خود شاعر کی نظر میں اس کی متاعِ عزیز ہوتا تھا میں نے اپنے ارباب سیاست اور زعمائے دین میں شاہ جی سے بڑا شعر شناس کبھی نہیں دیکھا"

فیض کا پہلا شعری مجموعہ "نقش فریادی" شائع ہوا تو فیض نے اس عبارت کے ساتھ شاہ جی کی خدمت میں امرتسر میں پیش کیا حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی نذر، عقیدت سے، فیض احمد فیض" فیض کے کمیونسٹ ہونے کے باوجود اسلامیت ان کے لاشعور سے جدا نہ ہو سکی۔ اس میں بڑا دخل ان کے گھریلو مذہبی ماحول کا بھی تھا۔ جس کے زیر اثر فیض نے بچپن میں نصف سے زائد قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

فیض نے "جنگ" لندن سے ایک انٹرویو میں یہ انکشاف کر کے ادبی اور اشتراکیت پسند حلقوں کو حیران کر ڈالا تھا کہ "میں اپنے آپ کو تصوف کا پیرو سمجھتا ہوں اور میں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے کسب فیض کیا ہے"۔ فیض صاحب نے کینیڈا میں فضل امام کے ساتھ ایک انٹرویو میں مزید وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ "میں اپنے آپ کو ادنیٰ طریقے سے تصوف کا پیرو سمجھتا ہوں۔ مگر رشتۂ طریقت تو میرا بھی ان (جگر مراد آبادی) ہی سے ملتا ہے۔ (روزنامہ جنگ راولپنڈی 25 نومبر 1982ء)۔ یہاں فیض صاحب نے اپنے رشتۂ طریقت کو جگر مراد آبادی کے جس سلسلۂ طریقت سے ملایا ہے۔ اس کی بابت یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ جگر مراد آبادی بھی سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے روحانی مرشد قطب الاقطاب حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت تھے اور شاہ جی حضرت رائپوری کے خلیفۂ مجاز بھی تھے۔ چونکہ فیض شاہ جی کو تصوف میں اپنا مرشد مانتے تھے۔ اس لیے جگر اور فیض دونوں ایک ہی سلسلۂ طریقت سلسلۂ قادریہ کے پیرو تھے۔

ممتاز صحافی میاں محمد شفیع (م۔ش) کے نام فیض احمد فیض نے 22 جولائی 1981ء کو ایک خط میں لکھا کہ "اپنے وقت کے بزرگانِ دین سے ہمیں برسوں نیاز مندی کا شرف حاصل رہا ہے۔ شمس العلماء سید میر حسن، مولوی ابراہیم میر، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولوی ثناءاللہ امرتسری، ان سب کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا ہے۔" اسی خط میں انہوں نے اپنے عہد کے مذہبی طبقہ کی شکایت بھی کی ہے جو انہیں قابل گردن زدنی اور کافر کہنے سے بھی نہیں چوکتے۔ جبکہ ان بزرگانِ دین نے ان پر کبھی حرف گیری نہیں کی۔ یہ واقعی اکابردین کی وسعتِ ظرفی تھی کہ انہوں نے فیض پر کبھی گرفت نہیں کی کہ کبھی نہ کبھی فیض اپنی اصل پر لوٹ آئیں گے۔ ورنہ جب کمیونسٹ مذہب کو افیون کہہ کر خدا اور رسول اور اسلام کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اس وقت جذبات پر قابو رکھنا واقعی مضبوط دل گردے والوں ہی کا کام تھا۔ آخر کار وہ وقت بھی آیا۔ جب محترم پروفیسر فتح محمد ملک کے بقول "روسی اشتراکیت کی روحانی اور مثالی تصویر چکنا چور ہوئی تو فیض کو خدا یاد آیا۔ جون 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے پس منظر میں تخلیق ہونے والی نظم "سرِ وادیِ سینا" فیض کی تخلیقی زندگی میں ایک نئے موڑ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نظم میں پہلی بار کھل کر اسلامی شناخت کا اثبات کیا گیا ہے"۔ یہی دور ہے، جب فیض کہہ اٹھتے ہیں۔

لمسِ جاناناں لیے، مستیِ پیمانہ لیے
حمدِ باری کو اٹھے دستِ دعاء آخرِ شب

اسی کے ساتھ فیض عقبیٰ کے سفر کے لیے اعمال کا زادِ راہ ساتھ رکھنے کا پیغام دینے لگتے ہیں

رحمتِ حق سے جو اس سمت کبھی راہ ملے
سوئے جنت بھی براہِ رہ جاناں چلیے
نذر مانگے جو گلستاں سے خداوندِ کریم
ساغرِ مے میں لیے خونِ بہاراں چلیے

...... زمانے کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے، جب ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا حوصلہ اور نظریات و عقائد ...... باہمی آپس میں منافرت کی بجائے الفت و رواداری کا چلن عام تھا۔ اب فیض اور بخاری وہاں ہیں،

جہاں سے پلٹ کر کبھی کوئی نہیں آیا۔ اب تو گئے دور کے قافلوں کی صدائے جرس کو بھی سماعتوں سے ٹکرائے گویا صدیاں بیت گئی ہیں۔ کیسے کیسے عظیم شاہسواران علم وادب تھے، جنہوں نے ایک زمانے کو مٹھی میں قید کیے رکھا، مگر آخر کار خود بھی تصویر کے زندانی ہو کر آسودۂ خاک ہو گئے۔ رہے نام اللہ کا بقول حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

وہ اٹھتا ہوا اک دھواں اول، اول
وہ بجھتی سی چنگاریاں آخر، آخر
قیامت کا طوفاں، وہ صحراء میں اول
غبارِ رہ کا رواں آخر، آخر
چمن میں عنادل کا مسجودِ اول
اور گیاہِ رہِ گل رخاں، آخر، آخر

بقیہ از ص [illegible]

تاکہ پیپور فوڈ اپنے گھروں میں پہنچائی جاسکے۔

❂ کارکن تیار رہیں عید کے بعد سیدھی لاہور آؤں گی۔ (بے نظیر)

لاہور والے بے عزت نہیں ہیں کہ ایک ٹُنڈھی بچی کو سر پہ بٹھائیں

❂ کلثوم شوہر کو بھگانے کے لئے سیاست میں آئیں۔ (پیر پگاڑا)

سانوں وی لے چل نال وے باؤ گنجی ٹنڈ والیا!

❂ اسلامی بنک کاری۔ سٹیٹ بنک میں شریعت ایڈوائزری بورڈ قائم کرنے کا فیصلہ۔ (ایک خبر)

ترپن سالوں کے شریر زاویوں میں سے ایک زاویہ

❂ عزیز میاں قوال کی قوالیوں میں عشق کی حقیقی جھلک نظر آتی ہے۔ (مظہر سعید کاظمی)

ساز و آواز کو اسلام سے کیا نسبت ہے؟ اگر کوئی نسبت ہے تو افشا کریں اخفا نہ کریں۔

❂ پولیس سے جرائم پیشہ اور سیاسی بھرتی نکالنے کا فیصلہ۔ (کلب عباس)

باقی کیا رہ جائے گا۔

❂ نواز شریف کی طرح ہماری سزا بھی معاف کریں۔ (جیل کے قیدی)

امریکہ اور سعودی عرب کی سفارش شرط ہے۔

❂ گلوکارہ نور جہاں انتقال کر گئی۔ (ایک خبر)

خس کم جہاں پاک!

آغا غیاث الرحمن انجم

پاکستان کو توڑنے والے ہاتھ

ہماری سیاست اور صحافت کے پیشہ ور شاطر، آزادیٔ پاکستان سے لے کر آج تک تقسیم ھند کے مخالفوں کی کردار کشی کسی نہ کسی طریقے سے کرتے ہی چلے آ رہے ہیں اس مہم سے ان کا مقصودِ حقیقی یہ ہے کہ آزادیٔ پاکستان کے نام سے جو خیانتیں، وعدہ خلافیاں اور غداریاں انہوں نے اور ان کے قائدین و حامیوں نے کی ہیں ان پر پردہ پڑا رہے اور عوام ان کے اصل کردار اور اصل چہرے کو نہ دیکھ سکیں۔ کیونکہ یہ بات ان کو اور پوری دنیا کو معلوم ہو چکی ہے کہ آزادیٔ ھند نے جب تحریکِ پاکستان کا رخ اختیار کیا تو برصغیر پاک و ھند کے مسلمانوں کی زبان پر ایک ہی نعرہ تھا

پاکستان کا مطلب کیا......لاالہ الااللہ......... محمد رسول اللہ

اور ظاہر ہے کہ لیگی قیادت کیلئے یہ نعرہ زہر قاتل اور یہ کلمہ پیغام موت سے کم نہیں۔

ان کی تعلیم، ان کی تاریخ، ان کی تربیت، ذھنیت، کردار، ان کا طریقہ بود و باش امریکہ و فرنگی کے ساتھ ان کی اب تک کی وفاداریاں، محبتیں، صحبتیں، قربتیں اور قرب سیاسی میدان مارنے اور اقتدار تک پہنچنے کیلئے یہ کلمہ اور یہ نعرہ ایک زینے اور سیڑھی کے طور پر تو قابل قبول ہے لیکن لاالہ الااللہ کو برسراقتدار لانا اور اس کے مطابق پاکستان کا نظامِ سیاست و معیشت و معاشرت قائم کرنا یا پھر اپنے آپ ہی کو اس کے مطابق ڈھال لینا ان کی سرشت سیرت اور عادت و فطرت کے خلاف ہے چنانچہ پاکستان بن جانے کے بعد اور کرسی و اقتدار پر قبضہ جما لینے کے بعد لاالہ الااللہ کی جو تاویلیں انہوں نے کیں اور اس قبیل کے مرد و زن نے اس کے خلاف جو جلی خفی اور منظم سازشیں اب تک کی ہیں وہ تاریخِ پاکستان کا افسوس ناک باب اور اس بات کا بین ثبوت ہے کہ کلمے کا استعمال ان کی مجبوری اور ضرورت تھی۔ کلمے کا اقتدار و نفوذ ان کا مقصد اور نیت ہرگز نہ تھی۔ نصف صدی سے زائد عرصہ بیت چکا کہ اس ملک میں ہر ایرا غیرا نتھو خیرا نواب زادہ، زمیندار سرمایہ پرست وڈیرا لٹیرا چور اچکا اور سر ظفر اللہ خان قادیانی پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ اور جوگندر ناتھ منڈل پہلا وزیر قانون تو برسراقتدار آیا لیکن لاالہ الااللہ کو امریکہ و برطانیہ کے ان وفادار چہیتوں نے کرسی اقتدار کے قریب بھی بھٹکنے نہ دیا۔

مخالفین تقسیم پر کیچڑ اچھالنے کی سیاسی و صحافتی کوششیں اور سازشیں دراصل اس غرض سے ہیں کہ ان ابن الوقتوں اور ابن ابیوں کے ان کرتوتوں اور مکروہ چہروں کو کوئی جان اور پہچان نہ سکے۔

پیشہ ورانہ صحافت و سیاست کے ان بچہ جموروں کو تاریخی حقائق پر پردہ ڈالنے کی بجائے اب تو اپنے منافقانہ کردار سے تائب ہو کر ایمان، دیانت، سچائی، نیک نیتی اور حسن کردار کا ثبوت دینا چاہیے کیونکہ اب تو ملک کا ہر فرد و بشر اس بات کو جان چکا ہے کہ کلمے کے نام سے ہماری سیاسی قیادت نے ہم سے دھوکہ کیا ہے پھر بھی وہ سیاسی قیادت ہے جو سر ظفر اللہ خان جیسے انگریز پٹھو اور ختم نبوت کے علانیہ غدار کو وزارت خارجہ جیسا حساس قلمدان

سونپتی، سر فرانسس موڈی جیسے موذی انگریز کو پنجاب کے اہم صوبے کا گورنر بناتی اور چناب نگر (سابق ربوہ) کی پوری بستی برائے نام قیمت پر قادیانی فرقے کو دان کرتی ہے۔

یہی وہ سیاسی ٹولہ ہے جس نے بانئ پاکستان محمد علی جناح کی نماز جنازہ کے امام اور پاکستان کے پہلے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتاب اس لئے ضبط کی کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو بیان کیا گیا ہے جو قادیانی عقیدے کے خلاف ہے۔ انہی غداران ختم نبوت کا سیاسی، انتظامی گروہ ہے۔ جو پاکستان کے مسلمانوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کرتا اور پاکستان کی گلی کوچوں اور بازاروں میں دس ہزار نہتے مسلمانوں کو اس لئے شہید کرتا ہے کیونکہ وہ حضور ختمی مرتبت کی ختم نبوت کے مقابلے میں کسی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ماننے کو تیار نہیں بلکہ غیرت مند مسلمانوں کی طرح حکومتِ پاکستان سے مرزائیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اسی ٹولے نے احرار کی برپا کردہ تحریک مقدس، تحریک تحفظ ختم نبوت کے نتیجے میں مولانا عبدالستار خان نیازی، سید ابوالاعلیٰ مودودی اور امین الحسنات سید خلیل احمد قادری کو پھانسی کی سزا اسی جرم پر سنائی کہ

اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، حضرت مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، سید مظفر علی شمسی وغیرھم اور سینکڑوں علمائے اسلام اور ہزاروں عاشقانِ ختم نبوت کو محض ختم نبوت کے عقیدے اور نعرے کی وجہ سے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں ڈالا اور ان کو طرح طرح سے اذیتیں پہنچائیں۔

سیاسی قزاقوں کا یہی ٹولہ ہے جو ترپن برس سے سر ظفر اللہ خان، خواجہ ناظم الدین، سکندر مرزا، ایوب خان، یحییٰ خان، ذوالفقار علی بھٹو بے نظیر اور نواز شریف کا روپ دھار دھار کر جماعتیں پینترے اور نعرے بدل بدل کر ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کر کے اس ملک کی دولت لوٹتا اور برسرِ اقتدار آ کر اس ملک کے عوام کا خون چوس رہا ہے۔ پاکستان کے انہی بدنام زمانہ چوروں غداروں نے ۱۹۷۱ء میں محض کرسی اور اقتدار کی خاطر مشرقی پاکستان کو توڑا اور پاکستان کے نوے ہزار غازیوں کو ھندوستان کی جیلوں میں ڈال کر تاریخ اسلام اور عالم اسلام کو ذلیل اور رسوا کر کے رکھ دیا۔

اس سیاسی اور صحافتی ٹولے کے ہاں اگر غیرت یا دانش نام کی کوئی شے ہے تو اسے چاہیے کہ اپنا ملبہ دوسروں پر ڈالنے کی بجائے اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرے اور ان منحوس چہروں کو بے نقاب کرے جو 14 اگست 1947 سے آج دن تک حکومت کی مسندوں پر متمکن ہو کر بانئ پاکستان کے مزار پر حاضری دینے کے بعد پاکستان اور اھل پاکستان کی تقدیر کے ساتھ کھیلتے رہے اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتے رہے اس ٹولے میں ہمت یا دیانت ہے تو توڑے ان ہاتھوں کو جنھوں نے 1971ء میں انڈیا کے ہوائی جہاز کی ہائی جیکنگ کا ڈرامہ رچا کر پاک و ھند جنگ کے حالات پیدا کئے پھر اپنے ازلی آقاؤں کے اشارے سے اپنے جماعتی اخباری گماشتوں کے سہارے مشرقی پاکستان کو توڑ کر پاکستان کے نوے ہزار فوجیوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ بھارتی جیلوں میں دھکیل دیا۔

گردن پکڑے ان کوتاہ اندیشوں اور عاقبت نااندیشوں کی جنھوں نے پورے ھندوستان کو پاکستان بنانے کی

بجائے پچھتر فی صد علاقہ ھندوؤں کے حوالے کر کے صرف پچیس فیصد پاکستان کیلئے قبول کر لیا اور بھارت کے نام سے ھندوؤں کی ایک بخت بڑی متحدہ مملکت کی بنیاد رکھی اور جب مسلمانوں نے صدق دل کے ساتھ اس تقسیم کو قبول کر لیا تو پھر بڑی رعونت اور شان بے نیازی کے ساتھ کہہ دیا گیا کہ جمیع مسلمان پاکستان کے مطلب لاالہ الااللہ سے جو مراد لیتے ہیں بانی پاکستان کی مراد وہ نہ تھی اور یہ نعرہ مسلم لیگ کا نعرہ نہ تھا۔

سوال تو یہ ہے کہ دس کروڑ مسلمانانِ ھند کا نعرہ، مطلب مطالبہ اور فیصلہ کیا تھا۔ اس کا صاف سادہ صحیح اور مختصر جواب یہ ہے کہ مسلمانانِ ھند کا ذھن، مطلب مطالبہ نعرہ اور فیصلہ یہی تھا کہ پاک سرزمین میں فقط رب کائنات کی حکومت و قانون اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت و اطاعت پاکستان کا مطلب نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ تو پھر تیس کروڑ مسلمانوں کے دس کروڑ ووٹوں نعروں اور فیصلے کے مقابلے میں چند لیگیوں کی باطنی خواھش یا خفیہ رائے کیا حیثیت کیا وقعت اور کیا طاقت یا کیا وزن رکھتی ہے؟

لیکن اس کے باوجود اس وقت دس کروڑ اسلامیان ھند کی خواھش اور رائے کے مقابلے میں مسلم لیگی لیڈروں کی اقل قلیل اقلیت کو اپنی خواھش پر اصرار ہے تو اس کو سوائے بد دیانتی اور بد نیتی کے اور کیا نام دیا جا سکتا ہے براہ کرم! تاریخی سچائی سے منہ نہ موڑیں خائن اور بد طینت مجرمین کو بچانے اور چھپانے کی کوشش نہ کریں بلکہ صدقِ دل اور خلوص نیت کے ساتھ اپنے گناھوں کا اعتراف کریں اور ان سے تائب ہو کر انسانیت شرافت سچائی دیانت اور حقیقت پسندی کا ثبوت دیں۔

اگر ایسا نہ کیا تو پھر ایک دن خنجر کی زبان اور لہو کی دھار خود بولے گی۔

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر
لہو پکارے گا آستیں کا

لیکن وہ دن آخری دن ہو گا، پلٹنے اور توبہ کرنے کا دن ہو گا۔

بقیہ از ص 62

خرید کر انہیں تقریباً لاگت پر عام لوگوں کے استفادہ کے لئے مہیا کرنا یا تقسیم کرنا۔ افغانستان بوسنیا۔ چیچنیا۔ وسطی ایشیا، اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی مالی خدمت اور انکی دینی زندگی کو درست کرنے کے لئے انہی کی زبانوں میں دینی لٹریچر کی اشاعت و فراہمی۔ غرض خدمات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو محض توفیق الہیٰ سے صدیقی ٹرسٹ جاری رکھے ہوئے ہے۔ منصور الزمان صدیقی صاحب ایک مخلص اور دیانت دار آدمی ہیں۔ نوشہرہ صوبہ سرحد میں عبدالقیوم حقانی نے جامعہ ابو ھریرہ انہی کے تعاون سے قائم فرمایا ہے۔ صدیقی صاحب نے مولانا کے نام جو خطوط تحریر کئے۔ تحفہ فکر عمل انہی کا مجموعہ ہے۔ ان خطوط میں نظم وضبط دیانت، نیک نیتی، اور اخلاص کے حوالے سے بے شمار ہدایات ہیں اور صدیقی صاحب کا جذبِ دروں جا بجا نظر آتا ہے۔ تعلیمی اور رفاہی اداروں کے ذمہ داروں کیلئے "تحفہ فکر و عمل" بہت نافع ہے۔

عبدالرشید ارشد (جوہر آباد)

آخری صلیبی جنگ

کسی کی زبان سے صلیبی جنگ کا لفظ سنتے ہی، مسلمان ہو یا عیسائی، فوراً خیال صلاح الدین ایوبی اور رچرڈ شیر دل کی طرف جاتا ہے اور ہر اس شخص کی آنکھوں کے سامنے اس کے پس منظر اور پیش منظر کی فلم چل جاتی ہے کہ ہر گروہ کے لئے یہ اہم معرکہ تھا۔ صلیبی جنگوں میں صلیب و ہلال آمنے سامنے رہے، کوئی تیسرا فریق اگر تھا تو وہ جنگوں کے نتیجے میں متاثر ہونے والے عوام تھے۔

ماضی کی جنگوں میں فریقین کی افرادی قوت، فریقین کے اسلحہ کے علاوہ میدان جنگ کے گردو پیش بسنے والے عوام اور ان کی املاک متاثر ہوتی تھیں۔ باقی آبادیاں ہر طرح امن و سکون سے زندگی گزارتی تھیں یا زیادہ سے زیادہ اپنی اپنی افواج کے لئے مدد و تعاون کی ان سے توقع کی جاتی تھی۔ مسلمان اور مسیحی اپنی اپنی جگہ منصوبہ ساز تھے اور ان دنوں باوجود دشمنی کے حربی پہلوؤں کے دونوں طرف ہی اقدار کا سرمایہ تھا مگر اس میں بھی مسلم افواج کا پلڑا ہمیشہ بھاری رہا۔

بعد کے ادوار میں بھی صلیبی جنگ لڑی جاتی رہی اور وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ اس کے انداز بھی بدلتے رہے۔ یہود جو مسلمان دشمنی میں ہمیشہ سے معروف ہیں خاموش نہ رہ سکے اور الکفر ملتہ واحدۃ کے مصداق پس پشت پشتیبانی کرتے رہے کہ نصرانیوں کو انہوں نے ہراول میں رکھا۔ یہ بات آج بہ آسانی سمجھی جا سکتی ہے کیونکہ امریکہ ہو، فرانس ہو برطانیہ یا روس ہو سب یہود کے ممنون احسان اور ان کے زر خرید غلام ہیں۔ یہود کے اشارہ ابرو کو سمجھتے ہیں اور اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

برطانیہ کا حکمران خاندان یہود کی فری میسن تحریک کا سرپرست ہے۔ اسرائیلی پودا ارض فلسطین میں برطانیہ نے لگوایا۔ امریکہ کے پالیسی ساز پنجہ یہود میں ہیں۔ دنیا میں ڈالر ہی غالباً واحد کرنسی ہے جس پر یہود کا ٹریڈ مارک (ڈیوڈ سٹار چھے کونے والا ستارہ) اور "نگران آنکھ" کا بدنام زمانہ نشان ثبت ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ بین الاقوامی سطح پر یہ مستحکم کرنسی ہے کیونکہ اس کی پشت پر یہودی سرمایہ ہے۔ فرانس جسے وثائق یہودیت کے تعارف میں "یہودی سازشوں کا گڑھ" تسلیم کیا گیا ہے اور رہا روس تو اس کے متعلق یہ گواہی ہی کافی ہے کہ وہ کیمیونزم کی روح دراصل یہودیت کی روح ہے، ("انیس ویں صدی اور بعد" طبع لندن1926ء صفحہ 29 از پروفیسر ایف۔ اے۔ اوسنیڈوسکی) مگر چونکہ آج عالمی سطح پر اسلام کے سامنے امریکہ کا ورلڈ آرڈر ہے، ٹونی بلیر اس کے ساتھ کھڑا ہے وغیرہ وغیرہ اسی لیے ہم نے اسے صلیبی جنگ کہا ہے۔

اپنی بات کی صحت کی خاطر ہم یہ کہنے میں کوئی تردد محسوس نہیں کرتے کہ آج امریکہ، برطانیہ، روس اور فرانس وغیرہ ہوں ان کی یو این او اور سلامتی کونسل یا دیگر ذیلی تنظیمیں ہوں یا ان کے مالیاتی ادارے ورلڈ بنک، آئی ایم ایف یا لندن اور پیرس کلب ہوں یہود کی منصوبہ بندی کو آگے بڑھانے کے لئے ہر لمحہ مصروف عمل ہیں۔ چیچنیا ہو، کشمیر ہو، ارض فلسطین ہو یا عراق ہو ہر جارحیت کی پشت پر یہود نواز یو این او اور اس کی سلامتی کونسل ہے۔ عراق سے تحفظ کس کو مطلوب ہے اسرائیل کو یا کویت کو؟ لبنان، شام سے تحفظ کسے درکار ہے؟؟ مسلم ممالک کے خلاف ہر قرارداد موثر اور قابل عمل۔ اسرائیل اور بھارت کے خلاف ہر قرارداد ویٹو اور کسی سبب

پاس ہو بھی جائے تو واپس یو این او اور جنرل اسمبلی کے منہ پر لگتی ہے۔
آج عالمی بساط پر مسلمانوں کے خلاف آخری صلیبی جنگ کے لئے صف آرا ہے تو بظاہر نصرانی ہے مگر اس مہرے کی پشت پناہی اور اس کے لئے منصوبہ بندی کرنے والے یہود ہیں۔ اور میمنہ میسرہ میں کسی جگہ روس ہے تو کسی جگہ ہندو بنیا ہے۔ اور یوں "الکفر ملتہ واحدۃ" کو ہر شخص کھلی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ آج ہلال بمقابلہ صلیب نہیں جو بظاہر نظر آتا ہے۔ بلکہ ہلال بمقابلہ صلیب، ڈیوڈ سٹار، درانتی اور ویر چکر ہے۔ آخری صلیبی جنگ سرد جنگ نہیں رہی بلکہ یہ کھلی جنگ ہے۔ اور اس جنگ کا ایک محاذ نہیں ہے، دو تین بھی نہیں ہیں۔ یہ جنگ کثیر المحاذ بھی ہے اور اس کا سامانِ حرب بھی بہت جدید اور سائنٹیفک ہے۔ اس جنگ میں فتح یابی کے لئے بصیرت، حمیت، اخلاص اور جذبہ حب الوطنی کے ساتھ تائید باری کی ہر لمحہ طلب ضروری ہے۔ صفوں میں کامل اتحاد و یکجہتی مطلوب ہے کہ یہ جنگ اسی اسلحہ سے لڑی جاسکتی ہے۔ موجودہ آخری صلیبی جنگ کے ہتھیار ہر کسی کو نظر نہیں آتے اور جنہیں نظر آتے ہیں ان میں سے اکثریت کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ انہی میں سے بعض ان کے سحر میں مسحور ہو کر اسے انبوائے بھی کر رہے ہیں تو بعض ان کے ذریعے مالی فوائد سے متمتع ہو رہے ہیں۔ یا بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہے ہیں کہ "عالم دوبارہ نیست"۔ ان اصناف کو آپ روزمرہ زندگی میں اپنے گردو پیش دیکھتے ہیں، پہچانتے ہیں اور اگر خدا نخواستہ ایسا نہیں ہے تو آیئے ہم آپ کو دکھاتے ہیں۔

اقدار کا سرمایہ:

کسی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کے عقیدے سے ہم آہنگ اقدار اور ان اقدار کے ساتھ غیر مشروط وابستگی ہوتی ہے۔ غیر مشروط وابستگی تقاضا کرتی ہے اخلاص نیت کا، اجتماعی سطح کی یکجہتی کا۔ اسی سرمائے کے بل بوتے پر اقوام و ملل بام عروج تک پہنچتی ہیں تو انہی اقدار سے انحراف کا رویہ قعرِ ذلت و رسوائی کی منزل تک لے جاتا ہے۔ اس پر تاریخ کی شہادت کافی ہے۔ اقدار کے سرمایہ کے فقدان کے باوجود کبھی اتفاقاً کوئی انبوہ بلندی کی طرح مائل پرواز ہوا تو وہ منزل پانے سے قبل ہی زمین پر آ رہا۔ یہ اقدار غیر مسلم کے پاس ہوں یا مسلم کے پاس، اپنے نصب العین کے ساتھ اٹوٹ وابستگی ہی شرط ہے۔
کسی قوم پر غلبہ حاصل کرنے کی خاطر اگر اس سے اقدار کا سرمایہ چھین لیا جائے یا اقدار کے سرمایہ میں معقول ملاوٹ کر دی جائے تو اس دیمک سے اس کی جڑیں کھوکھلی ہو جائیں گی اور وہ دھڑام سے زمین بوس ہو جائے گی۔ سینہ دھرتی پر مسلمہ حقیقت کے طور پر جملہ مذاہب میں سے اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کے پاس حقیقی اقدار کا سرمایہ ہے کہ یہ اقدار خالق کائنات نے اپنے منتخب کردہ دنیا کے سردار، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اسلام کے ذریعے اقوام عالم کے سامنے رکھیں۔ جنہوں نے اس آواز پر لبیک کہا مسلمان کہلوائے اور عمل کیا، ان اقدار کی پاسداری کی تو بام عروج پر پہنچے کہ آج تک تاریخ کا کوئی صفحہ اس درخشندگی کے مقابلے میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔
اسلام جو فی الواقعہ گلوبل ولیج کے لئے گلوبل ضابطہ حیات ہے، اپنے اندر گلوبل ضروریات کے تمام تر تقاضوں کی تکمیل کی وسعت رکھتا ہے کہ خالق کی تخلیق کردہ گلوبل فیملی کی حقیقی ضرورت اسی کے وضع کردہ نظام حیات سے ہر ضمانت کے ساتھ نبھ سکتی ہیں۔ عالمگیریت کا حامل دستور صرف اسلام کے دامن رحمت میں ہے جو ہر خطہ میں ہر دور کے جملہ مسائل کا حل پیش کر سکتا ہے اور ہر معاشرے کو تحفظ، خوشحالی، عزت و وقار اور سکھ چین کی ضمانت دیتا ہے۔

اسلام کی آفاقی تعلیمات نے، اس کے ہمہ جہت نظام حیات نے، جن اقدار کا سرمایہ انسان کی جھولی میں ڈالا اسے یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ:۔

* اخلاقی اقدار، سماجی و معاشرتی سطح پر، امن و جنگ کے حالات میں، مرد و زن کے مکمل حقوق کی اقدار
* تعلیم و تربیت مرد و زن کے لئے اقدار، مدرسہ و مدرس کے حوالے سے اور ماحول و نصاب کے حوالے سے بھی،
* معاشی اور تجارتی اقدار، نچلی سطح کی منڈی اور ملازمت سے بین الاقوامی تجارت تک،
* صنعتی اقدار، پیداوار کے ساتھ ساتھ آجر آجر کے حوالے سے مکمل ضابطہ اخلاق و اقدار،
* سیاسی اقدار، حصول اقتدار کی سعی و جہد سے صاحب اقتدار ہونے کی منزل تک اور اقلیتوں کے تحفظ کی اقدار بھی
* مذہبی رواداری، وسعت قلب و نظر، اختلاف رائے اور دعوت و تبلیغ کی اقدار،
* دوران جہاد دشمن سے نپٹنے اور معاہدہ کرنے سے متعلقہ اقدار، زمینوں کے حقوق و تحفظ کی اقدار،
* ہر سطح پر مقامی یا بین الاقوامی معاملات و معاہدات سے عہدہ برا ہونے کی اقدار، سیاسی ہوں یا سماجی۔

بلا خوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اقدار کا یہ سرمایہ کسی دوسری قوم اور کسی دوسرے مذہب میں نہیں ہے۔ اور اگر کہیں کسی کے پاس کچھ ہے تو وہ مصلحتوں کا مارا ہوا سرمایہ ہے اور گلوبل تاریخ اس کے شواہد فراہم کرتی ہے جنہیں جھٹلانا سہل نہیں ہے۔ آج سینۂ دھرتی پر اگر کوئی خوش نصیب قوم ہے تو وہ مسلمان ہیں اور بد نصیب ہیں تو وہ بھی مسلمان ہیں کہ اس سرمایہ سے مکمل طور پر استفادہ کرنے میں ناکام ہیں جس کے سبب ریت کے ذروں کی طرح بہتات کے باوجود مغلوب ہیں۔

شاطر یہود نے نصاریٰ کو استعمال کرتے ہوئے، اپنے بڑوں Elders of Zoin کی 929ق م کی منصوبہ بندی کی روشنی میں عالمی اقتدار کے حصول کی خاطر اپنے دشمن نمبر ایک، اسلام پر کاری ضرب لگانا ضروری سمجھا۔ اسلام سے ان کی کد اس لئے بھی شدید ترین ہے کہ انہیں، جزیرۃ العرب سے بے دخل کیا گیا تھا لہٰذا کسی تیسری چوتھی یا پانچویں صلیبی جنگ لڑوانے کے بجائے انہوں نے آخری صلیبی جنگ کا فیصلہ کیا اور اس جنگ کے لئے مخصوص میدان جنگ کے بجائے گھر گھر، محلے محلے، قریہ قریہ اور ملک ملک محاذ کھولے اور خود نادیدہ حارج بن کر نصاریٰ کو سامنے لائے اور اسلام، مسلمان کو نشانہ بنایا۔ بے شمار محاذ کھولے جن میں کچھ مسلمان پہچان سکے تو کچھ سے غافل رہے اور بعض محاذوں پر ان کے چنگل میں پھنس بھی گئے۔ دلدل ایسی کے جوں جوں کوشش کرے دھنستے جائیں گے۔

کوئی بھی جنگ جیتنے کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے کہ دشمن کی سپلائی لائن ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ اس کا اسلحہ ڈپو تباہ کر دیا جائے۔ اگر اس میں کامیابی مل جائے تو جنگ کا بقیہ پہلو سہل ہو جاتا ہے۔ اس پہلو پر یہود و نصاریٰ کی تحقیق یہ رہی کہ چونکہ ہر انسان کا حقیقی سرمایہ بامقابلہ شر، اقدار کی پاسداری ہے، اس لئے اگر اپنے مسلمان دشمن سے اقدار، خصوصاً اخلاقی اقدار کا سرمایہ چھین لیا جائے، تو اسے زیر کیا جاسکتا ہے۔ اس سوچ کی تہہ میں یہ مسلمہ اصول کہ:

If wealth is lost, nothing is lost,
If health is lost something is lost, and
If Character is lost, Every thing is lost.

کار فرما تھا کہ اگر مسلمان کے دل و دماغ سے اقدار کا سرمایہ چھین لیا جائے تو آخری صلیبی جنگ کے بقیہ محاذوں پر کامیابی بہت سہل ہو گی چنانچہ انہوں نے اپنی طے شدہ پالیسی کے مطابق اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بالخصوص کہ

یہاں حریت کی چنگاری زیادہ زندہ ہے اور دیگر مسلم ممالک میں بالعموم عمل کرتے ہوئے:

* سماجی اور رفاہی اداروں کے بھیس میں این جی اوز مافیا منظم کیا، خصوصاً ۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد،
* صحافیوں، ادیبوں، دانشوروں، ریڈیو ٹی وی آرٹسٹوں سے ضمیر کے سودے کئے،
* ہر ملک میں افسر شاہی کے موثر نیٹ ورک میں اپنے زر خرید پالیسی ساز بٹھائے، (الاماشاءاللہ)
* سیاسی اور مذہبی جماعتوں میں اپنے من پسند لوگوں کو سیاستدانوں اور علماء کے بھروپ میں پلانٹ کیا، یہ

کام انہوں نے برسوں کی محنت اور تیاری کے ساتھ انتہائی احتیاط اور دانشمندی سے کیا اور ملت مسلمہ ان کی چالبازیوں سے بے خبر رہی اور اگر کسی خبر دار نے اسے خبر دار کرنے کی کوشش کی تو اس کی آواز کو در خور اعتنا نہ سمجھا گیا اور وہ نقار خانے میں طوطی کی آواز بن کر رہ گیا، یہاں تک کہ یہود و نصاریٰ ہر جگہ آکٹوپس کی طرح ہر شے کو اپنے آہنی ہاتھوں میں سمیٹتے رہے ہمارے پاس اس کے شواہد ہیں (ہم یہاں اب ہر بات اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حوالے سے کرینگے) اقدار کا سرمایہ چھیننے کا گر بھی یہود نے قرآن حکیم سے ہی سیکھا سورۃ لقمان میں ہے

ومن الناس من یشتری لھو الحدیث یضل عن سبیل اللہ،

لوگوں میں ایسا بھی ہے جو اللہ کے راستے سے بھٹکانے کے لئے لہو و لعب خریدتا ہے۔ یہ اشارہ ہے نضر بن حارث کے عراق سے گانے بجانے والی لونڈیاں اور الف لیلہ کی داستانیں لانے کی طرف، کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا راستہ روکنے کے لئے یہ سامان لایا تھا کیونکہ گانا بجانا اور لغو داستانیں دل کو مردہ کرکے شر کے راستے پر لے جاتی ہیں۔ جہاں شراب و شباب اور دوسری ہر طرح کی قباحتیں استقبال کے لئے موجود ہوتی ہیں بقیہ کام سہل ہو جاتا ہے۔

یہود و نصاریٰ نے اخلاقی اقدار سے ملت مسلمہ کو بانجھ بنانے کے لئے اپنے زر خرید ادیبوں، افسانہ نگاروں اور ریڈیو ٹی وی آرٹسٹوں کے ذریعہ قوم کو دین بیزار افسانوں کہانیوں کی چاٹ لگانے کے ساتھ ساتھ ریڈیو ٹی وی پروگراموں کے ذریعے اپنے مطلب کا زہر ان کے قلوب و اذہان میں انڈیلا اور بتدریج اسے فحاشی اور کھلی بے حیائی میں تبدیل کر دیا۔ دین کی روح سے دور لے جانے کے لئے پہلے حمد و نعت کو ساز اور آواز کا آہنگ دیا تو پھر ایک قدم آگے بڑھا کر اسمائے ربانی اور قرآنی آیات کو بھی اسی قالب میں ڈھالا۔

مسلمان رد ھم میں کھو کر یہ بھول گئے کہ وہ نضر بن حارث کی راہ پر گامزن ہیں اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے مقاصد سے قریب تر ہیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمان کو ساز و آواز کا یہ آہنگ حمد و نعت اور قرآنی آیات میں اس لئے بھلا لگا کہ یہ عرب سے عجم میں آیا تھا یعنی ایسی شرعی کوشش مصر سے گردو پیش پھیلی تھی۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے بالغوں کے لئے پروگراموں میں تو جو ہو رہا ہے اپنی جگہ اخلاق و مذہب کو تباہ کرنے والا ہے ہی مگر جن پروگراموں پر عموماً والدین بڑے شاداں و فرحاں اور نازاں دیکھے جاتے ہیں ان کی تہہ تک پہنچنا کسی کا مقدر نہیں بنتا یہ بچوں کے پروگرام ہیں جس نرسری سے مستقبل کے فن کار بڑی مہارت سے اپنے ڈھب سے، مطلوبہ سانچوں میں تیار کیے جاتے ہیں۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے وہ پروگرام، ڈرامے ہوں، موسیقی ہو یا اسی نوع کے دوسرے، ان کو سپانسر کرنے والوں کی فہرست پر نظر ڈالیں تو اس میں یہودی سرمایہ کاروں کی فرموں کی بہتات ہوگی مثلاً Pepsi جو مخفف ہے "Pay Each Penny Save Israil" کا۔ ہم نے محض نمونہ ایک کی نشاندہی کی ہے دوسروں پر گہری نظر ڈالیں تو بہت کچھ نظر آئیگا اور اسی سے ان کے مقاصد بھی سامنے آجائینگے۔

پرنٹ میڈیا میں اخبارات کے رنگین ایڈیشن خصوصاً فلمی یا ادب کے نام پر بے ادبی سے بھرپور، جنسی بیماریوں کی تشہیر پر مبنی صفحات اور اسلام دشمنی پر مبنی "مدلل" کالم، یہ سب بلاوجہ اور قومی یا دینی مفاد و دینی درد کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ سب اسلام دشمنی کا درد ہے۔ جو ان کے پیٹ میں اٹھتا ہے جن کے پیٹ میں ضمیر کی فروخت سے حاصل آمدنی سے خرید کردہ خوراک داخل ہو چکی ہے۔

اسلام کے حوالے سے مسلمان کا اخلاق و کردار تباہ کرنے کی خاطر یہود و نصاریٰ نے اپنے اداروں کے توسط سے مسلم ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام این جی اوز کے ذریعے شروع کرایا اور اپنی زر خرید بیورو کریسی (الاماشاءاللہ) کے ذریعے اسے سرکاری سرپرستی میں دیا، اس جال کو پھیلایا۔ اس خاندانی منصوبہ بندی کی تہہ میں کیا ہے؟ قوم اس سے آگاہ نہ ہو سکی۔

خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام سے شادی شدہ جوڑے تو خاطر خواہ فائدہ لینے پر آمادہ نہ ہوئے البتہ غیر شادی شدہ جوانیوں کو کچھ نہ ہونے کا سرٹیفکیٹ ضرور مل گیا اور ملک میں فحاشی اور بے راہ روی کا محفوظ راستہ مل گیا۔ جس پر کسی گواہی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کا جال مطلوبہ نتائج دینے میں ناکام رہا تو آیوڈین ملے نمک کا نیا جال پھیلا دیا جسے ہر سطح پر سرکاری سرپرستی حاصل ہو گئی۔ آیوڈین ملا نمک قوم کو ذہنی پژمردگی اور بانجھ پن کے مضر اثرات سے دوچار کرنے کے علاوہ دیگر مختلف بیماریوں میں ملوث کرنے کی سازش ہے۔ مگر ہمارے ملک کے ڈاکٹر، دانشور منقار زیر پر ہیں، قومی صحت کی تباہی کی ان کے ہاں اہمیت ہی نہیں ہے۔

ہم نہ تو کسی طویل مضمون کے حق میں ہیں اور نہ ہی کوئی کتاب اس عنوان پر لکھ رہے ہیں کہ مذکورہ تحریر کردہ اقدار و معاملات پر الگ الگ عنوانات کے تحت اخبارات و جرائد کے ذریعے قوم کو آگاہ کر دیا ہے۔ ہوش کے ناخن لینا مقدر بن جائے تو ہم سمجھ لیں گے کہ محنت ٹھکانے لگی۔ یہاں ہم مختصراً، اپنی بات کی صداقت کے لیے آپ کے سامنے یہود کی حقیقی منصوبہ بندی سے اقتباسات سامنے لاتے ہیں۔ تاکہ ہر کوئی آخری صلیبی جنگ کے مسلط کردہ لوگوں کا مکروہ چہرہ دیکھ لے۔

اقدار کا خاتمہ:۔

* "یہی وجہ ہے کہ ہمارے لئے لازم ہو گیا ہے کہ ہم غیر یہود کے تصورِ خدائی روح کی دھجیاں بکھر کر اس کی جگہ مادی فوائد اور حسابی قاعدے لے آئیں۔" (Protocols:4:3) *

* "معاشی دوڑ میں برتری اور آگے بڑھنے کی جدوجہد بے رحم اور سرد خون (اقدار سے عاری) معاشرہ تشکیل دے گی بلکہ دے چکی ہے اور ایسی صورت حال سماج و معاشرہ میں اعلیٰ سیاسی قیادت اور مذہب (مذہب ہی اقدار کی بنیاد ہے۔ ارشد) کے لئے شدید نفرت پر منتج ہو گی۔ ان کا خدا، ان کا راہنما (اقدار کے حوالے سے ارشد) صرف مفاد ہے اور یہ سونا ہے جسے وہ اپنی بڑی خوشی کے لئے اپنے حقیقی عقائد (اقدار) کی جڑوں میں دفن کر دیں گے۔......" *
(Protocoles:4:5)

اقدار پر کاری ضرب لگانے کا یہود کا عزم آپکے سامنے آچکا ہے۔ یہ مقصد وہ کیسے حاصل کریں گے۔ اس کی تفصیل ہم اگلی سطور میں آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ تاکہ آخری صلیبی جنگ کے ہر محاذ سے آپ باخبر رہیں۔

تعلیمی اقدار کا خاتمہ:

* "غیر یہود نے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو طلاق دے رکھی ہے اور وہ صرف اس وقت چونکتے ہیں جب ہمارے ماہر تجاویز سامنے لائیں یہی سبب ہے کہ وہ ہماری طرح ہر چیز کی ہمہ جہت اہمیت کو نہیں جانتے جس طرح ہم، کہ جونہی ہماری حاکمیت کا لمحہ آئے گا۔ ہم فوراً اسے روبہ عمل لائیں گے (جیسے NGO سرکار کی بدولت آج کل۔ارشد) ہمیں اپنے اداروں میں یہ سبق پڑھانا ہے کہ سادہ اور سچا علم وہ ہے جو علوم کی بنیاد ہے، جو ایسا معاشرتی اور سماجی ڈھانچہ تشکیل دیتا ہے جس میں محنت کش کی تقسیم مطلوب ہے جو آخر کار سماج کی طبقاتی تقسیم پر منتج ہوتی ہے۔ اس تعلیم یا علم کے سبب جوان کے کام سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس علم کے گہرے مطالعہ کے سبب لوگ کھلے دل و دماغ کے ساتھ اقتدار کے قدموں میں جھک جائیں گے".....

عامۃ الناس ترویج علم کے نام پر ہماری متعین کردہ، مرتب شدہ جہتوں کو (جیسا کہ موجودہ NGO حکومت کر رہی ہے) اندھی عقیدت کے ساتھ قبول کرتے ہی، یاد رکھیے ہیں اور خوش ہو جائیے کہ وہ اپنی گمراہی اور جہالت کی سمت لپکتے ہیں، کچھ اس لئے بھی کہ وہ گرد و پیش کے حالات سے متفرق ہیں کہ یہاں بے معنی طبقاتی اور حیثیتی تفریق (جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں) موجود ہے،، * Protocols.3:10 *

* "ہم نے انہیں جن امور کو سائنسی قواعد کے طور پر تسلیم کر لینے کی ترغیب دی ہے اس پر انہیں ایمان کی حد تک پختگی کے ساتھ جمار ہنے دو"..... * Protocols 2:2 *

معاشی، تجارتی، صنعتی اقدار کا خاتمہ:

* "صنعت و تجارت میں اجارہ داری قائم کرنے کے لئے ناگزیر ہے کہ سرمایہ ہر پابندی سے آزاد ہو اور ہمارے نادیدہ ہاتھ دنیا کے گوشے گوشے میں اس اجارہ داری کی خاطر آزاد سرمایہ کے لئے مصروف عمل ہیں۔ صنعت و تجارت میں مصروف لوگوں کو سرمایہ کی یہ آزادی سیاسی قوت بخشے گی اور پھر یہی آزادی عوامی ردِ عمل کو کچلنے میں مددگار ثابت ہوگی" * Protocols, 5:7 *

* "اپنے دیگر پروگراموں کے ساتھ ہم صنعت و تجارت کی یوں سرپرستی (اپنے زرخرید حکومتی ایجنٹوں کے ذریعہ) کریں گے کہ عملاً مکمل کنٹرول ہمارے ہاتھ میں ہو۔ سٹہ بازی صنعت کی دشمن ہے جبکہ سٹہ بازی سے پاک معیشت استحکام کی ضامن ہے اور سرمایہ بھی ہاتھوں میں رہنے سے زراعت مضبوط ہوتی ہے۔ یوں کاشت والی اراضی قرضوں کی ادائیگی کے بعد بھی ہاتھوں میں جائے گی۔ ہماری کامیابی اس میں ہے کہ سٹہ بازی کے ذریعے صنعت و زراعت کے سوتے خشک کر کے روئے عالم کی تمام دولت ہم سمیٹ لیں اور یوں غیر یہود محض بھکاری ہوں گے، ہمارے سامنے سرنگوں غلام ہونگے اور وہ ہم سے صرف زندہ رہنے کی بھیک مانگیں گے،، * Protocols 6:6 *

* "غیر یہود کی صنعت کو ہم سٹہ بازی کے ذریعے تباہ کرنے کے ساتھ تعیشات کو فروغ دینگے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہم پہلے ہی اقدامات کر چکے ہیں اور تعیشات کی ہوس اب ہر چیز کو ہڑپ کر رہی ہے۔ مزدوروں کی اجرت اس انداز میں بڑھے گی کہ ان کی ضروریات اس سے پوری نہ ہو سکیں۔ کیونکہ اس کے ساتھ ہی "نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز" پر عمل کر کے قیمتیں بڑھائیں گے... ہم انتہائی ماہرانہ چالاکی و عیاری کے ساتھ پیداواری ذرائع کو کھوکھلا کریں گے یہ کام کارکنوں میں شراب نوشی اور دیگر منشیات کے فروغ سے حاصل ہوگا اور اسی ذریعہ سے تعلیمی

صلاحیتوں کا استحصال بھی ممکن ہو گا"، (Protocols 6:7)

سیاسی اقدار کی تباہی:

* "ہماری شناخت، "قوت" اور "اعتماد بنار ہیں ہے" سیاسی فتح کا راز قوت میں مضمر ہے بشرطیکہ اسے سیاستدانوں کی بنیادی مطلوبہ ضرورت، صلاحیت کے پردہ میں چھپا کر استعمال کیا گیا ہو تشدّد راہنما اصول ہونا چاہیے اور ان حکمرانوں کے لیے جو حکمرانی کو کسی نئی قوت کے گماشتوں کے ہاتھ نہ دینا چاہیں ان کے لئے یہ مکر میں لپٹا ہوا "اعتماد بنا" (ہماری ہینڈ ڈیٹ وغیرہ) کا اصول ہے یہ برائی ہی ہمیں "مطلوبہ خیر" تک لے جانے کا آخری ذریعہ ہے حصول مقصد کی خاطر ناگزیر ہو تو ہمیں رشوت دھوکا فریب اور دغا بازی بے وفائی سے اجتناب نہیں کرنا چاہیے سیاست میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حاکمیت اور اطاعت کے لئے دوسرے کے مال پر بلاجھجک قبضہ کس طرح کرنا ہے،، *(ماضی کی حکومتوں کا کردار اس پر گواہ ہے۔ ارشد) (Protocols 1:23)

وہ آج کے دور کے دستوری پیمانے بہت جلد ٹوٹ جائیں گے کیونکہ جس جھولے (محور) پر وہ مسلسل جھول رہے تھے ہم نے اس کا توازن بگاڑ دیا ہے غیر یہود یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان مسلسل جھولتے جھولوں کی عمدہ مرمت کر لی ہے اور اب یہ جھولنا بند نہ ہو گا (جو ان کی بھول ہے) مگر یہ محور، ریاستوں کے حکمران جو اپنے اللّے تللوں کے جھرمٹ میں گھرے ہوئے احمق بنے ہیں اپنے ذہنی انتشار، بے لگام اور غیر ذمہ دارانہ طاقت کے سبب ان کی یہ قوت جس کی پشت پر یہ دہشت ہے ایوانوں میں محدود ہے کیونکہ عوام کے درمیان کھڑے ہونے کے راستے بند ہیں اور ان حکمرانوں میں عوام کے ساتھ مصالحت کر کے، اپنے بعد اقتدار کے طلبگاروں کا راستہ روکنے کی بھی سکت نہیں ہے ہم نے عوام اور مستحکم حکومت کا خواب دیکھنے والوں کے درمیان خلیج وسیع کر دی ہے جیسے اندھا اور اس کی چھڑی کہ الگ دوسرے سے الگ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ بے بس ہیں،، (Protocols 3:2)

* "سیاست کا اخلاق کردار سے کوئی میل نہیں ہے۔ اخلاقیات کی بنیاد پر حکمرانی کرنے والا کبھی بھی اچھا سیاستدان نہیں ہوتا اور یوں اس کی حکومت ہمیشہ غیر مستحکم رہتی ہے جو کوئی بھی حکمران رہنے کا خواہشمند ہے اس میں دو صفات مطلوب ہیں، عیاری اور عوامی اعتماد" Protocoles1:1 *

مذہبی رواداری کی تباہی:

* "ہمیں مختلف مکاتیب فکر کے لوگوں کو مخصوص جماعتوں میں منظم ہی نہیں کرنا بلکہ انہیں نعرہ بازی بھی سکھانی ہے اور انہیں شعلہ بیان مقررین کے سپرد کرنا ہے۔ جن کی شعلہ بیانی اور جن کے دعوں کو سن سن کر عوام ان سے بدظن ہو جائیں گے۔ اور عوام کے دلوں میں ان مقررین کے خلاف نفرت بھر جائے گی۔"* (Protocoles5:9)

*" یہ پہلے راز کی بات ہے کہ رائے عامہ پر تسلط حاصل کرنے کے لئے اولاً ہمیں ماحول میں کشید گی، مایوسی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنا ہو گی جس کے لئے متضاد نظریات اور متنازعہ آرا کو جنم دے کر مستحکم کرنا ہو گا۔ یہ کھیل طویل عرصہ تک کھیلا جائے گا۔......"(Protocoles 5:10) *

*" ہماری کامرانی کے لئے راز کی دوسری بات یہ ہے کہ ہم غیر یہود میں عمومی عادات اور جذبات کو اس حد تک برانگیختہ کر دیں (پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا یا شعلہ بیان بے لگام مقررین کے ذریعے۔ ارشد) کہ وہ فہم و فراست سے

عاری ہو جائیں جس کے نتیجے میں ان کی منزل بد انتظامی اور انتشار ہو گی۔ ایک دوسرے پر ان کا اعتماد اٹھ جائے گا۔..."(Protocoles5:11) *

* "ایسا وقت آ سکتا ہے کہ عالمی سطح پر غیر یہود ہمارے مدمقابل متحد ہوں مگر فکر کی کوئی بات نہیں کہ ہم ان کی باہمی چپقلش نا اتفاقی اور اختلافات کے سبب، جس کی جڑیں بہت گہری ہیں اور اس گہرائی کو پاٹنا کسی کے بس میں نہیں ہے، ہر طرح محفوظ و مامون ہیں۔ ہماری تدابیر نے انہیں ایک دوسرے کا مدمقابل بنا دیا ہے جس کی بنیاد نسلی اور مذہبی بڑھتے چڑھتے تعصبات ہیں جنہیں ہم صدیوں سے بڑھانے میں مصروف ہیں اور یہ لمحہ بہ لمحہ شدید سے شدید تر ہوتے جا رہے ہیں۔..... "(Protocoles5:5) *

مذہبی تعصبات کو ہوا دینے کے لئے یہود نے جہاں دینی جماعتوں میں بڑے سائنٹیفک طریقے سے (بقول انکے) برسوں سے تیار کردہ ایجنٹ گھسائے ہیں اسی طرح نادیدہ ہاتھوں سے تبلیغ دین کے نام پر رقوم بھی فراہم کرتے ہیں جیسے سماجی خدمات کے نام پر N G O کو فنڈ فراہم کرتے ہیں پھر اس مالی معاونت کو اپنے مخصوص انداز میں انتشار ملت اور عقائد و نظریات میں ملاوٹ کے حوالے سے کیش کرواتے ہیں۔

صحافت اور میڈیا کی تباہی:

صحافت کے متعلق جس نے بھی کہا درست کہا کہ قلم کی عصمت ماں کی عصمت سے بڑھ کر ہے کہ جب صحافی قلم کی عصمت کا سودا کرتا ہے تو وہ قوم کی عصمتوں کا سودا کرتا ہے کہ قلم اس کے پاس قوم کی امانت ہے۔ ماضی میں قلم کی عصمت کے رکھوالے بہت تھے۔ وہ محمد علی جوہرؒ ہوں، ابوالکلام آزادؒ ہوں، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ہوں۔ مولانا ظفر علی خانؒ یا حمید نظامیؒ ہوں یا محمد صلاح الدین ہوں۔ قلم کی عصمت کی پاسداری کے معیار کے نقوش پس ماندگان صحافت کے لئے چھوڑ گئے۔ اگر آج صحافت کی مارکیٹ میں قلم کی عصمت کے رکھوالے خال خال ہیں۔ آخری صلیبی جنگ کے منصوبہ سازوں نے بجا طور پر یہ کہا کہ پریس (پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا) ہمارا موثر ہتھیار ہے۔ آج قومی اور بین الاقوامی سطح پر اس موثر ہتھیار کو کامیابی سے اسلام کے خلاف استعمال ہوتا ہر کوئی دیکھ رہا ہے۔

* "حکومتوں کے ہاتھ میں آج رائے عامہ بنانے اور عوام کے ذہنوں کو ایک جہت دینے کےلئے پریس کی زبردست قوت موجود ہے۔ پریس کا کردار یہ ہے کہ وہ ناگزیر ترجیحات کو موثر انداز میں پھیلائے، عوامی شکایات کو اجاگر کرے، عوام الناس میں بے اطمینانی پیدا کرے پریس ہی کے ذریعے اظہار آزادی ایک قوت کے طور پر ابھرتی ہے۔ غیر یہود حکومتیں ابھی اس ہتھیار کے موثر استعمال سے مکمل واقفیت نہیں رکھتیں اور یوں پریس ہمارا مطیع فرمان ہے۔ یہ پریس ہی ہے جس کے سبب خود پس پشت رہتے ہوئے ہم نے طاقت حاصل کی ہے۔ پریس ہمارے لئے کھرا سونا ہے۔ اگرچہ ہم نے اس تک خون پسینے کے سمندر سے ہوتے ہوئے رسائی حاصل کی ہے۔ بلاشبہ ہم نے بہت سے افراد کی قربانی دی جب کہیں یہ قوت ہمارا مقدر بنی، خدا کی نظر میں ہمارا ایک قربان ہونے والا یہودی ہزار غیر یہود سے افضل ہے"(Protocoles 2:5) *

اخبارات و جرائد ہم کنٹرول کرتے ہیں:

*"ہماری مرضی و منشا کے بغیر عوام تک کوئی ایک خبر یا اعلان نہ پہنچ سکے گا۔ آج بھی دنیا کے کونے کونے سے ملنے والی خبروں کی ترتیب و تدوین میں حصہ لینے والی ایجنسیاں ہماری نظر میں ہیں اور پھر مکمل طور پر ہمارے قبضہ

قدرت میں ہونگی کہ انہیں ہم جو ڈکیٹیٹ کرائیں گے وہی کریں گی اور کاملاً ہمارے اشارہٗ ابرو پر کام کریں گی۔" *
(Protocoles)

یو این او کا کردار:

* "...... حد تو یہ ہے کہ اقوام عالم (موجود یو این او اور سلامتی کونسل) کا اتحاد ہماری آشیرباد کے بغیر کوئی معمولی سے معمولی معاہدہ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہ ہوگا۔" *...(عالمی سطح پر UNO کا کردار ہر کسی کے سامنے ہے) (Protocoles 5:5)

* "ہم اقوام عالم کو نئے بنیادی ڈھانچے کی تشکیل کی طرف دھکیل رہے ہیں کا نقشہ ہم نے بڑی منصوبہ بندی سے بنا رکھا ہے (کہ یہ ہمارے مقاصد کی تکمیل کرے)..."(Protocoles 10:3) *

وثائق یہودیت Protocoles کے مختصر اقتباسات کے حوالے سے آپ آخری صلیبی جنگ کے کچھ محاذوں سے یقیناً واقفیت حاصل کر چکے ہیں۔ ایک مضمون میں ہر محاذ کا جائزہ لینا مشکل کام ہے اس کے باوجود ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کے اہم گوشے اہل وطن کے سامنے بے نقاب کردیں تاکہ یہود کے اصل مقاصد In theory and Practice جن کی تکمیل وہ نصاریٰ ہنود اور کیمونسٹوں کو سامنے لاکر کرنے میں ہمہ وقت اور ہمہ جہت مصروف ہیں اور بدنصیبی سے تکمیل کے کل پرزوں میں مسلمان کہلوانے غیر شعوری طور پر یا ضمیر فروش شعوری طور پر معاون ومددگار ہیں کہ میر جعفر صادق کے ہم نواؤں سے یہ قوم کبھی چھٹکارا نہ پاسکی۔ وجہ آپ خود جاننے کی کوشش کیجئے!

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تیری بربادیوں کے تذکرے ہیں آسمانوں پر

ففتھ کالم:

آغاز سے آج تک جنگوں کی تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ جنگ جیتنے کے لئے جذبہ، نظم وضبط وافرادی قوت اور اسلحہ کے ساتھ ساتھ "اندر کی خبریں لینے" کا نیٹ ورک بہت ضروری ہے کہ گھر کے بھیدی اکثر "لنکا ڈھاتے" دیکھے گئے ہیں۔ موجودہ دور میں اس قوت کا نام 5th column ہے۔ اس کالم میں خارجی عناصر بھی ہو سکتے ہیں، اپنے ہاں کے نمک حرام بھی یا دونوں ہی طرح کے لوگ اقلیتیں ہر ملک میں ہوتی ہیں۔ اور اکثریت کی اخلاقی اور قومی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ان اقلیتوں کے شہری حقوق میں مساوات کا تحفظ یقینی بنائے اور انہیں اپنے عقائد کے مطابق مذہبی رسوم ورواج کے ساتھ زندگی گزارنے کی سہولت فراہم کرے بعینہ اسی طرح اقلیتوں کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اکثریت کے عقائد اور ملکی آئین کو قانون کا احترام کرے۔

اقلیتیں اکثر اوقات بیرونی آقاؤں کے اشارہ پر ان کے فراہم کردہ وسائل کی بنیاد پر اس ضابطہ اخلاق سے کھلا انحراف کرتے ہوئے ریاست کے اندر ریاست بنانے کےلئے عملی اقدامات کرتی ہیں۔ مثلاً انڈونیشیا میں ۲۵ تیس سالہ محنت سے تیمور کی آزاد ریاست وجود میں آگئی کہ اس کی سرپرستی برطانیہ، آسٹریلیا اور امریکہ وغیرہ کے ساتھ ساتھ یو۔ این۔ او نے کی۔

پاکستان میں اقلیتوں کو ہر تحفظ اور ہر طرح کی برابری حاصل ہے مگر یہاں کی بڑی مسیحی اقلیت تمام تر اخلاقی

اور دستوری تقاضوں کو پس پشت ڈال کر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں "خداوند یسوع مسیح کی حکومت" بنانے کے لئے سرگرم عمل ہیں اور پہلے قدم کے طور پر اپنی طے شدہ پالیسی کے مطابق مسلم اکثریت کے ساتھ ملتے جلتے نام رکھے جا رہے ہیں تاکہ معاشرتی سطح پر مسلم اور غیر مسلم کا تخصص ہی ختم ہو جائے۔ یہی حال مرزائی اقلیت کا ہے۔ مسلمانوں جیسے ناموں کے ساتھ یہ لوگ مختلف رسائل و جرائد میں اسلام بیزار مضامین اور کالم لکھتے ہیں خصوصاً غیر ملکی امداد پر چلنے والے NGOs کے سایہ تلے۔

ہم عیسائی اقلیت پر تہمت نہیں لگاتے بلکہ ہماری اس بات کو دستاویزی شواہد سہارا دیتے ہیں مثلاً ریاست ڈلاس امریکہ سے چھپ کر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تقسیم ہونے والے سرکلر کی سرخی Islam the false Gospal ہے یعنی اسلام ایک جھوٹا دین ہے۔ پورے سرکلر میں اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔ سوئٹیزر لینڈ سے مسیحی لٹریچر کے ساتھ آنے والے Covering letter خط میں مسلمانوں کو "دشمن" اور "شرپسند" کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ مسلمانوں کی متبرک ترین کتاب قرآن حکیم کو محرف ثابت کرنے کے لئے، مسلمان نوجوان مرد عورتوں کے سامنے ۲۲ نکات رکھے گئے ہیں۔

آخری صلیبی جنگ میں جہاں خارجی منصوبہ سے ہر محاذ پر حملے ہو رہے ہیں وہاں داخلی محاذ پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نمک کھانے والے دیمک کی طرح جڑیں چاٹنے میں شب و روز مصروف ہیں۔ ہر طرح کی رواداری سے ناجائز فائدے لیتے ہیں۔ صلیبی یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی مکمل کامیابی کا دارومدار داخلی محاذ کا کھوکھلا ہونا ہے اور یوں اس محاذ پر تمام تر توجہ NGOs کی چھتری تلے مرکوز ہے۔ نہ منصوبہ بندی کی ان کے ہاں کمی ہے اور نہ ہی دنیوی وسائل کی کمی ہے۔ اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ نام نہاد مسلمان مرد و زن مذہب بیزار ہونے کے ناطے، کندھے سے کندھا ملائے ان کے ساتھ ہیں۔

آخری صلیبی جنگ لمحہ بہ لمحہ شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی ہے۔ جارح فریق بلاشک و شبہ سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہے کہ اسے اپنی کامیابی کے واضح نشانات نظر آ رہے ہیں۔ اور مسلمان صرف "توکل" کو زحمت دینے پر مصر ہے اور نہ "جنبد میاں گل محمد" کے مصداق اپنی ڈگر میں تبدیلی پر مائل نظر نہیں آتا۔ جو تبدیلی کے لئے موثر کردار ادا کرنے پر قادر ہیں وہ بھی گھیراؤ" کی لپیٹ میں ہیں۔ سیاست دان ہوں یا حاملین جبہ و دستار اس بات کا برملا اعلان فرماتے ہیں کہ "یہ صدی اسلام کی صدی ہے" اور

لیس للانسان الاماسعی اور ان اللہ لایغروا مابقوم حتی یغیروا مابانفسھم،

"خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا"

بارگاہ رب العزت بصمیم قلب دست بہ دعا ہیں کہ ملت مسلمہ کو، بالخصوص اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والوں کو بگڑتے وقت کے تقاضوں کا ادراک نصیب فرمادے اور وہ کروٹ اس قوم کا مقدر بن جائے جو حمیت و حریت کو جنم دیتی ہے۔

بے خبر! تو جوہرِ آئینہ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

اسلام اور مغرب

آخری قسط

محمد عطاء اللہ صدیقی

سیکولرزم کا سرطان

اس دور میں مغرب کی مادّیت (Materialism) اور دنیویت (Secularism) کے نظریات بھی ایک چیلنج کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ ان سے نئے مصنفوں کا ایک طبقہ متاثر بھی ہوا۔ چنانچہ ترکی، شام، مصر اور ہندوستان میں ایک مؤثر اقلیت دین اور دنیا (مذہب اور سیاست) کو جدا جدا شعبے قرار دینے لگی، لیکن روایت سے وابستہ دینی نقادوں اور مفکروں کی اکثریت اس پر قائم ہے کہ اسلام میں دین اور دنیا دونوں ایک کلی حقیقت کے طور پر یکجا ہیں اور دونوں ایک عظیم مقصد کے تحت لازمی ہیں۔ ان نقادوں میں علامہ شبلی نعمانی، علامہ اقبال، ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہ شامل ہیں۔ علماءِ عرب میں مفتی محمد عبدہ، الاستاذ عبدالعزیز شاویش، علامہ رشید رضا، سید قطب شہید وغیرہ نے اسی خیال کا اظہار کیا ہے"

(ماخوذ از اردو دائرہ معارف اسلامیہ: صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۶)

ہمارے نام نہاد لبرل دانشوروں نے روسو، والٹیر، ہیوگو، جان لاک، ہابز، جان اسٹارٹ مل، کارل مارکس، فریڈرک اینجلز، ماؤزے تنگ، لینن اور یورپی مستشرقین کو تو بہت پڑھ رکھا ہے مگر انہوں نے کبھی اسلام کے صحیح معنوں میں مفکرین اور مؤرخین کو نہیں پڑھا۔ ان مین سے شاید ہی کسی نے امام غزالی، شاہ ولی اللہ، علامہ ابن قیم، امام ابن تیمیہ، امام شاطبی، حافظ ابن حجر، الماوردی، ابن خلدون، ابن الخطیب، علامہ ابن حزم، نظام الملک طوسی، شعیب ارسلان جیسے نابغہ ہائے عصر کو کبھی پڑھنے کی زحمت گوارا کی ہو، ان کا اسلام کے متعلق مبلغ علم بس اتنا ہے جتنا کہ یورپی مستشرقین کی تحریروں میں وہ دیکھ لیتے ہیں۔ وہ اسلام کو اسلام کے اصل ماخذوں کی بجائے یورپی متعصب مصنفین کی تحریروں کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ عربی زبان سے وہ واقف نہیں ہیں اور اردو زبان سے واقف ہونے کے باوجود اسے "منہ نہیں لگانا" چاہتے کہ اس طرح ان کی دانشوری ترقی پسندی سے پھسل کر رجعت پسندی کے گڑھے میں گر سکتی ہے۔ اگر کبھی قرآن وسنت کے بنیادی ماخذوں کے متعلق ان میں سے بعض کا میلان پیدا بھی ہوتا ہے، تو وہ یہ مطالعہ اس نیت سے کرتے ہیں کہ انہیں ایسا مواد مل جائے جس سے ان کی 'روشن خیالی' اور "ترقی پسندی" کی تائید ہوتی ہو۔ وہ اسلام کی روشنی میں مغربی افکار کو جانچنے کا میلان نہیں رکھتے، ان کی فکری تگ ودو ساری اس نکتے کے گرد گھومتی ہے کہ کس طرح اسلام کو مغربی اَفکار کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کو اسے 'ماڈرن' بنا کر دکھایا جائے۔ علامہ یوسف القرضاوی اپنی مشہور کتاب "سیکولرزم اور اسلام" میں سیکولر دانشوروں کی اسی نفسیات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لادینیت کے داعی حضرات علی الاعلان اس صاف ستھرے اسلام پر تو اعتراض کرنے کی ہمت نہیں رکھتے، البتہ انہوں نے اپنا ایک الگ اسلام اختراع کر لیا ہے اور اسے وہ ہم پر زبردستی تھوپنا چاہتے ہیں۔ ان کا اسلام اس اسلام سے قطعی مختلف ہے جو اللہ کی کتاب قرآنِ پاک میں موجود

ہے۔ جو اسلام قرآنِ مجید میں محفوظ ہے یہی حقیقی اسلام ہے، یہی حقیقی اسلام ہے، حضورِ اکرم ﷺ اسی اسلام کو لے کر مبعوث ہوئے تھے، اسی کی جانب آپؐ نے لوگوں کو دعوت دی تھی۔ یہی وہ اسلام ہے جسے خلفاءِ راشدین نے عملاً نافذ کیا اور جس کی توضیح وتشریح ائمہ محدثین اور مفسرین نے کی ہے۔ لیکن اسلام سے لادینیت پسندوں کی مراد ایسا اسلام ہے جن پر وہ ان غلطیوں کا بوجھ لاد سکیں جو تاریخ میں مسلمانوں سے سرزد ہوئی ہیں۔ وہ اسلام کی وہی تصویر پیش کرتے ہیں جو انہوں نے خود بتائی ہے یا ان کے پیش رو مستشرقین اور مسیحی مشنریوں نے تیار کی ہے'' (صفحہ ۳۰)

جدید یورپ کے نامور شہرۂ آفاق فلسفیوں اور مؤرخین مثلاً ٹائن بی، جی ایچ ویلز، ول ڈیورانٹ اور پروفیسر ولفریڈ کینٹ، ول اسمتھ بھی اقرار کرتے ہیں کہ مغرب کی تہذیبی روایات کا سرچشمہ صیہونی مسیحی (Judeo Christian) اور یونان وروم کی میراث ہے۔ شاید پاکستان کے لبرل ازم کے پجاریوں کو بھی اس حقیقت سے انکار نہ ہو، مگر ان کا طرزِ عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ مسیحی یورپ کے تہذیبی اقدار، ان کے لادینی مزاج، ان کے کلیسا کے کردار، ان کے ثقافتی ارتقاء کے اہم عوامل، ان کی تہذیب میں مسیحی صیہونی اثرات وغیرہ جیسے عناصر اور ان کے مخصوص تاریخی پس منظر کا لحاظ کئے بغیر تہذیبِ مغرب کو پاکستانی معاشرے پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے قول وفعل میں تضاد اور ان کے معیارات دوہرے ہیں۔ وہ پاکستان اور مغرب کا جب بھی موازنہ کریں گے، پاکستان کو ایک وحشی تمدن کا نمونہ ظاہر کرنے میں کوئی ابلاغی کسر اُٹھا نہیں رکھیں گے۔ انہیں پاکستان اور جدید مغرب کے اداروں میں کسی قسم کی کوئی قدرِ مشترک نظر نہیں آئے گی۔ مگر اس کے باوجود وہ پاکستانیوں کو گھسیٹ کر تہذیبِ مغرب کے گڑھے میں دھکیلنے کے لئے بے چین ہیں۔ یہی منافق لبرل دانشور ہی ہیں جنہوں نے پاکستان میں پانچ اقلیتوں کا شرانگیز نظریہ گھڑا ہوا ہے۔ انہیں صوبہ پنجاب کے ہی دو علاقوں ملتان اور لاہور کی تہذیب وکلچر میں اس قدر معرکۃ الآراء فرق نظر آتا ہے کہ یہ سرائیکی صوبہ کے قیام کے نعرے لگاتے ہیں۔ یہ بلوچستان، سندھ، سرحد اور پنجاب کا موازنہ اس طرح کرتے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ چار مختلف ممالک کا تذکرہ کیا جارہا ہو۔ اسی صوبائی تعصب کو ہوا دینا ہی ان کی سیاست کا ایک اہم اُصول ہے۔ مگر وہ اس اُصول پر قائم نہیں رہتے۔ جب یہ مغربی تہذیب اور سیکولرزم کو پاکستان میں نافذ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو انہیں پاکستان اور سکینڈے نیویا کی تنگ دھڑنگ اور یورپ کی ملحدانہ تہذیب اور روس جیسے خنک علاقے کے کلچر اور پاکستانی معاشرے میں بالکل کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ یہاں پاکستانی کلچر کے تشخص سے ہی یہ اِنکار کرتے ہیں۔ ان آزادیٔ ضمیر کے اَن تھک منادوں کا ضمیر اگر زندہ ہوتا تو شاید پاکستان اور یورپ کے درمیان ثقافتی فرق کا اِدراک کوئی مشکل اَمر نہیں تھا۔ اور شاید سیکولرازم کی بات کرتے ہوئے انہیں اپنے ہی ضمیر کے طمانچوں کا سامنا کرنا پڑتا۔ مگر یہ بات تو زندہ ضمیر لوگوں کی ہے!!

تحریکِ پاکستان کے نامور محقق ومؤرخ پروفیسر شریف المجاہد پاکستان کے مذہب بیزار سیکولر افراد

کی اسلامی تعلیمات کے متعلق لاعلمی اور مذہب سے ان کی نفرت کے بارے میں بے حد افسردہ دلی کے انداز میں اپنے تحقیقی مقالہ ''پاکستان میں نارواداری'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''بدقسمتی سے آزاد خیال اَفراد اور حقوقِ انسانی کے مبلغ، اسلام بلکہ سرے سے مذہب کے بارے میں ہی ایک مسخ شدہ تصور رکھتے ہیں، اور اس کی وجہ اسلام سے ان کی ناواقفیت ہے۔ اب سے پہلے جو تجدد پسند گذرے ہیں، اگر یہ لوگ انہی کی طرح اسلام کے تاریخی ورثے اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہوتے تو انہیں اندازہ ہوتا کہ وہ اسلام کی اس تفسیر سے جو خمینی نے کی ہے، بہت دور ہیں۔ اس کی بجائے اسلام کا ایک انسانی پہلو ہے''

پروفیسر شریف المجاہد اِن لبرل حضرات کو مشورہ دیتے ہیں:

''اسلام سے (اگر وہ اس کی مخالفت نہیں کرتے تو بھی) اجتناب برتنے اور اسے نظر انداز کرنے کی بجائے، آزاد خیال عناصر اور انسانی حقوق کے مبلغین کے حق میں اچھا ہوگا اگر وہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی دو مطبوعات ''قرآن کے مفاہیم'' اور ''اسلام اور تجدد'' کا مطالعہ کرلیں اور ان کی باتوں پر دھیان دیں۔ اس مطالعے سے انہیں معلوم ہوگا کہ وہ جن اَقدار (انسان دوستی، رواداری) کے دعویدار ہیں اور جن کی تبلیغ کررہے ہیں، وہ عمومی انداز میں اسلامی تعلیمات کے اندر ہی موجود ہیں''

وہ مزید لکھتے ہیں:

''یہ آزاد خیال لوگ اگر اسلام کو محض چند رسوم کا مجموعہ یا محض اوامر و نواہی کی دستاویز سمجھتے ہیں اور خود کو اپنی تاویلات تک محدود رکھتے ہیں یا اسے ردّ کردیتے ہیں، تو وہ ان اُصولوں سے بھی بے انصافی کررہے ہیں جنہیں وہ بے حد عزیز رکھتے ہیں اور اسلام سے بھی انصاف نہیں کرتے۔ پاکستانی معاشرے کی خصوصیات کے پیش نظر اور عام لوگوں کے مزاج کو سمجھتے ہوئے ان لوگوں کو چاہئے کہ اسلام سے شناسائی پیدا کریں اور اس کے فلسفے کو اور اس کے بنیادی اُصولوں کو سمجھیں، بشرطیکہ وہ معاشرے کی تعمیر میں کوئی کردار ادا کرنا چاہتے ہوں۔ بیرونی اَقدار کو ملک کے اندر درآمد کرنے یا انہیں اس طرح پیش کرنے سے کہ گویا وہ مغرب کے تجربوں سے اَخذ کی گئی ہیں، مغرب کی تعلیم یافتہ اَشرافیہ کے دلوں میں تو ہمدردی کے جذبات پیدا کئے جاسکتے ہیں، لیکن ناخواندہ اور نیم خواندہ عوام کے لئے، ایسی باتیں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ پاکستان کے روشن خیال عناصر اور حقوقِ انسانی کے علمبردار اسلامی ثقافت کو قبول کرنے میں آناکانی نہ کریں۔ وقت آگیا ہے کہ وہ اپنے ذہنی تحفظات اور تعصبات سے جان چھڑائیں''

پروفیسر شریف المجاہد صاحب نے مندرجہ بالا سطور میں پاکستانی کے نام نہاد روشن خیال اور لادین عناصر کو پاکستانی کلچر کے سانچے کو قبول کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے بالکل یہی بات اپنے اس الہامی مصرعے میں فرمائی تھی ؎

خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

سیکولرازم ایک وسیع الجہات اور سریع الاثر نظریہ ہے جو اپنے معتقدین کی فکر میں اِنقلاب برپا کر دیتا ہے۔ تصورِ کائنات یعنی انسان کے کائنات میں مقام سے لے کر زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں سیکولرزم پر یقین رکھنے والوں کے خیالات یکسر بدل جاتے ہیں۔ چونکہ یہ نظریہ مسیحی یورپ کی دینی آمریت کے خلاف ردّعمل کے طور پر پروان چڑھا، اسی لئے سیکولر افراد میں مذہب کے خلاف شدید نفرت اور عمومی بغاوت کا مزاج پیدا ہوجاتا ہے۔ وہ اگر کسی بات کو درست بھی سمجھتے ہوں، جونہی انہیں معلوم ہوجائے کہ اس بات کا سرچشمہ مذہب کی تعلیمات ہیں، تو وہ اس سے شدید بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اس کو جنونی انداز میں مسترد کردیتے ہیں۔ ان کے اندر مریضانہ عقل پرستی بلکہ اِلحاد پرستی کا نفسیاتی مرض پیدا ہوجاتا ہے۔ ذرا معتدل مزاج کے سیکولر افراد خدا کے وجود سے تو کلّیۃً اِنکار نہیں کرتے مگر یومِ آخرت جنت اور دوزخ کے معاملات انہیں محض علامتی باتیں لگتی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے (نعوذ باللہ)۔

ایسے معتدل حضرات اَخلاقی بزدلی کا شکار ہوتے ہیں، وہ کھل کر پبلک میں تو مذہب کا انکار نہیں کرتے لیکن اپنی نجی محفلوں میں مذہب کو رجعت پسندی کہہ کر اپنی ''ترقی پسندی'' کا اعتبار قائم کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ مذہب کا جو منافقانہ اور خانہ زاد مجہول سا تصور ان لوگوں نے قائم کر رکھا ہے، اس کی رو سے یہ لوگ نماز، روزہ، حج وغیرہ کو غیر ضروری بلکہ نامعقول رسومات (Rituals) کا نام دیتے ہیں۔ مغرب کے سیکولر دانشوروں نے مذہبی عبادات کے لئے Rituals کی ترکیب گھڑ کر ایسے نوآموز سیکولر افراد کے منہ میں ڈال دی ہے، اب یہ موقع بے موقع اس کی جگالی کا شغل فرما کر مولویوں کو تنقید کا نشانہ بناتے رہتے ہیں۔ اپنی تمام تر مذہب دشمنی کے باوجود یہ حضرات یہ دعویٰ کرنے سے باز نہیں رہتے کہ مذہب کا اصل مقصود 'انسان دوستی' ہے۔ عبادات تو اس مذہب کے زمرے میں آتی ہیں جنہیں مولویوں نے مسخ کر رکھا ہے تاکہ وہ اپنی پیٹ پوجا کرسکیں۔ 'انسان دوستی' ایک اور مغالطہ آمیز ترکیب ہے جو ان حضرات کے وِردِ زبان رہتی ہے اور یہ پاکستان جیسے مذہبی معاشروں میں اس اِصطلاح کو عوام کی طرف سے ممکنہ ردّعمل کے خلاف ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس ''انسان دوستی'' جس کے لئے انگریزی میں ''ہیومن ازم'' کی اِصطلاح مروّج ہے، کا وہ مفہوم پاکستانی عوام کے سامنے قطعاً پیش نہیں کرتے جو انگریزی زبان کے انسائیکلوپیڈیا یا بنیادی ماخذوں میں موجود ہے۔ ہیومن ازم کی اصطلاح اپنے مفہوم کے اعتبار سے سیکولر ازم کے بہت قریب ہے۔ اس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ کائنات میں خدا، یا مافوق الطبیعاتی وجود کی بجائے انسان ہی درحقیقت اصل مرکز ومحور ہے۔ الہامی تعلیمات کی بجائے انسانی عقل عام انسانوں کے لئے زیادہ بہتر انداز میں سوچ سکتی ہے۔ ہیومن ازم دراصل ''خدا پرستی'' کے مقابلے میں ''انسان پرستی'' کا درس دیتی ہے۔ سیکولر ازم میں ''دنیا پرستی'' اور ہیومن ازم میں ''انسان پرستی'' دراصل ایک ہی فلسفہ کے دو رُخ ہیں۔ مگر پاکستان کے سیکولر دانشور اپنی مخصوص ''انسان دوستی'' کے سرچشمے بابا بلھے شاہ، بابا فرید اور اس طرح کے دیگر صوفی شعراء کی تعلیمات میں بڑی فریب کاری سے ڈھونڈ

نکالتے ہیں اور ان صوفیا سے لوگوں کی اندھی عقیدت کا استحصال کرتے ہوئے بے حد غیر محسوس انداز میں لادینیت کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔ پاکستان کے علماء کو یہ سیکولر افراد حقارت سے 'ملا' اور آج کل انسانی حقوقیوں کی ایک جدید سیکولر نسل انہیں ''جنونی اور جہادی ملا'' کے اَلقابات عطا کرتی ہے۔'ملا' کا لفظ سنتے ہی ان کے چہرے کی رنگت بدلنا شروع ہوجاتی ہے اور ان کے روشن خیال ذہن سے ترقی پسندانہ گالیاں جھاگ بن بن کر اُڑنا شروع ہوجاتی ہیں۔'ملا' کو انہوں نے محض نام کے طور پر استعمال کرنا ہوتا ہے، ورنہ ان کا اصل ہدف اسلام ہی ہوتا ہے۔

آپ جب بھی ان کی ترقی پسندانہ (درحقیقت ملحدانہ) سوچ کی تردید کے لئے قرآن وسنت کا حوالہ دیں، تو یہ سیکولر افراد بغیر کوئی وقت ضائع کئے'فتویٰ' اُچھال دیں گے:''جناب چھوڑ یئے، یہ سب ملا کی کارستانی ہے، ملا نے اسلام کی من چاہی تعبیر نکالی ہوئی ہے، ورنہ اسلام تو روشن خیال، لبرل اور بے حد ترقی پسندانہ مذہب ہے۔ کٹھ ملائیت نے اسلام کو جدید زمانے میں بے حد بگاڑ کر رکھ دیا ہے، ہم مہذب ملکوں میں ملاؤں کی اس تنگ نظری کے باعث وحشی سمجھے جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ''......آزادیٔ نسواں کی علمبردار سیکولر خواتین تو بات بات میں'ملاؤں' پر برسنا اپنی ذہنی اور'روحانی صحت' کی حفاظت کے لئے ضروری سمجھتی ہیں۔عورتوں کی نصف وراثت کا معاملہ ہو، یا مردوں کے لئے طلاق کا حق مخصوص کرنے کی بات ہو، یا پھر مرد و زن کے اِختلاط کے منافی کوئی قرآن وسنت سے حوالہ، یا پھر حجاب، جس سے یہ بے حد خار کھاتی ہیں، کی بات ہو، ایسی کوئی بات کر کے متکلم کو اپنی آبرو کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ وہ چھوٹتے ہی اسے تنگ نظر، ظالم، عورت دشمن، رِجعت پسند اور شہوت پرست ملا کے'' ریڈی میڈ'' قسم کے خطابات کا تختۂ مشق بنانا شروع کردیں گی۔ انہیں قرآن سے خود یہ حوالہ جات دیکھنے کی تجویز دی جائے تو کہتی ہیں:''ہم عربی تو جانتی نہیں ہیں، مولویوں نے قرآن کا غلط ترجمہ کر کے عورتوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کی سازش کی ہے۔''

سیکولرازم کے'متاثرین' کے مختلف درجات ہیں۔ یاد رکھئے سیکولرازم ایک فکری سرطان ہے جو قومی جسد کے اعضائے رئیسہ کو تباہ کر کے پوری قوم کو اس کے نظریاتی اَساس یعنی اس کی روح سے اُسے جدا کر کے اسے فکری اور روحانی موت سے دوچار کردیتا ہے۔ اس مرض کے جراثیم جس فرد یا معاشرے میں نفوذ کر جائیں، آہستہ آہستہ بڑھتے رہتے ہیں۔ سرطان کے مرض کے متعلق یہ بات بتائی جاتی ہے کہ اگر اسے ابتدائی مرحلے میں کنٹرول کرلیا جائے تو یہ مہلک ثابت نہیں ہوتا، مریض کسی نہ کسی صورت میں زندہ رہتا ہے، لیکن اگر اس پر توجہ نہ دی جائے تو پھر اچانک اس کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور مریض آناً فاناً موت کے اندھے غار میں غائب ہوجاتا ہے، اس کے عزیز و اقارب بے بسی سے اپنی آنکھوں کے سامنے اس کی اس جہانِ فانی سے رخصتی کا ہولناک منظر دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ یہی مثال معاشروں کو لگے ہوئے سیکولرزم کے سرطان پر بھی صادق آتی ہے۔ مغربی معاشرہ اپنی تباہی کے آخری دہانے پر ہے، اس تباہی

کے پس پشت اگر غور کیا جائے تو اس کا سبب سیکولرازم کا سرطان ہی ہے۔ مغربی دانشوروں نے اس فکری سرطان کو آزادیوں کا سرچشمہ سمجھ کر بڑھنے دیا۔ اس کے علاج کی بات تو ایک طرف وہ اِسے مرض سمجھنے کے لئے ہی تیار نہ تھے۔ آج وہ سر پکڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں، اور یہ مرض لاعلاج صورت اختیار کر چکا ہے۔ اگرچہ بیسویں صدی کے آغاز میں جرمن مفکر اوسوالڈ اسپنگلر نے ''زوالِ مغرب'' کے عنوان سے اپنی کتاب میں مغرب کے اس مرض کی طرف توجہ دلائی تھی، کچھ اور مفکرین نے بھی مغرب کے بڑھتے ہوئے اَخلاقی زوال کے خطرات سے اہلِ یورپ کو متنبہ کرنے کی کوشش کی، مگر ان کی ساری کاوشیں صدا بصحرا ثابت ہوئیں۔ آزادیوں اور جنسی آوارگیوں میں مست مغرب اس طرح کے اہلِ دانش کو پرانے وقتوں کے لوگ سمجھ کر دھتکارتا رہا اور آج خاندانی نظام کو بچانے کے لئے اہلِ مغرب بالکل اس طرح کی بے حصول کوششیں کر رہے ہیں جس طرح کہ ایک فزیشن خون کے سرطان کے مریض کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے علاج کا اس مریض کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

ممکن ہے بعض حضرات راقم کی طرف سے سیکولرزم کے لئے فکری سرطان کی ترکیب کو قبول کرنے میں تامل کا شکار ہوں، مگر یورپ و امریکہ میں جنسی ہوسنا کی کی تسکین کے یہ گھٹیا اور عام مناظر، بے نکاحی ماؤں کی گود میں حرامی بچوں کی بہاریں، خاندانی ادارے کی تباہی، الحاد و زندیقیت کا سیلاب، حیوانیت وشہوانیت کے اُبلتے جذبات، عورتوں اور مردوں میں ہم جنس پرستی جیسے غلیظ رجحان میں روز بروز اضافہ، عورتوں میں حیا و شرم کا فقدان، نسوانی حقوق کے نام پر بے حیائی کا پرچار، مادّہ پرستی اور ہوس پرستانہ خود غرضی کے غیر انسانی واقعات، سمندری ساحلوں، پارکوں اور ائیرپورٹوں پر اباحیتِ مطلقہ کی شرمناک حرکات، آخر ان سب مظاہر کے اَسباب کیا ہیں۔ ہر عمل کے پیچھے کوئی نہ کوئی سوچ کارفرما ہوتی ہے، مندرجہ بالا چند اور دیگر جرائم اور قباحتوں کی بنیادی وجہ مغربی معاشرے کی اِلہامی تعلیمات سے روگردانی اور سیکولرازم (لادینیت) کی پذیرائی ہے۔ ایسے مظاہر کا ظہور صرف مغربی معاشرے تک ہی محدود نہیں ہے۔ یہ پاکستان جیسے اِسلامی معاشرے میں بھی رونما ہوسکتے ہیں اور کہیں کہیں ہورہے ہیں۔ ہمارے ذرائع اَبلاغ سیکولرزم کو جس طرح فروغ دے رہے ہیں، اس کے نتائج یہاں بھی وہی ہوں گے جو مغرب میں قابل مشاہدہ ہیں۔

سیکولرزم کے فتنہ کا شکار بعض وہ مسلمان بھی ہیں، جو اپنے آپ کو ''اسلامی مفکر'' سمجھنے کی خوش فہمی میں بھی مبتلا ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اس مرض کا اثر ابھی ابتدائی منزل سے آگے نہیں بڑھتا۔ یہ اسلام کی ہر بات کو سیکولر نقطہ نظر سے پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دراصل ان پر 'جدیدیت' کا دورہ پڑتا رہتا ہے۔ شروع شروع میں جب کسی اسلامی مفکر کو سیکولرازم کا دورہ پڑتا ہے تو وہ غلام احمد پرویز اور رفیع اللہ شہاب کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ یہ رفیع اللہ شہاب پر اسی سیکولرزم کا اثر ہی ہے کہ موصوف انگریزی زبان میں اسلام کی ترقی پسندانہ تعبیر پر مبنی اپنے مضامین لکھتے رہتے ہیں۔ چند ماہ قبل روزنامہ ''دی نیشن''

میں ان کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں موصوف نے اسلام کے دورِ اوّل میں پائی جانے والی کنیزوں اور لونڈیوں کو جدید دور کی اصطلاح میں ''ورکنگ وومن'' قرار دیا اور پھر ان کی مثال سے استنباط کرتے ہوئے آج کل کی ''ورکنگ وومن'' کے لئے پردہ غیر ضروری ہونے کا فتویٰ صادر فرما دیا۔ موصوف چونکہ انگریزی زبان میں لکھتے ہیں، اسی لئے علماء کی گرفت سے بھی بچے رہے۔ موصوف روشن خیال عورتوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے جنوں میں قدیم عرب معاشرے کی لونڈیوں اور آج کل کی ملازم بیگمات کے درمیان حفظِ مراتب کو یکسر فراموش کر گئے۔ سیکولرازم کے مرض میں تھوڑا سا اضافہ ہوتا ہے، تو فرد کی شخصیت میں جو تبدیلی رونما ہوتی ہے وہ جسٹس محمد منیر اور اصغر خان کی طرح کی شخصیات کی افزائش میں بدل جاتی ہے۔ سیکولرازم کے سرطان کی آخری منزل میں پہنچے ہوئے 'لبرل' لوگ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسی ارواحِ خبیثہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ ملعون رشدی نے اپنے ناول ''شیطانی آیات'' کے متعلق دفاع کرتے ہوئے اپنے ایک بیان میں یہ بکواس کی: (استغفراللہ)

"It is an attempt to write about religion and revelation from the point of view of a secular person." (Times of India: 8-10-88)

یہ (کتاب) مذہب اور وحی کے بارے میں ایک سیکولر آدمی کا نقطہ نظر بیان کرنے کی کوشش ہے''

جو لوگ سیکولرازم کا مطلب ''ریاستی معاملات میں غیر جانبداری'' ہی بتاتے ہیں، انہیں سلمان رُشدی کے اس بیان پر توجہ دینی چاہئے۔ کیا پاکستان کے لبرل دانشور یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ سیکولرازم کے بارے میں سلمان رشدی سے زیادہ جانتے ہیں؟ ملعونہ تسلیمہ نسرین جس نے اپنے ناول میں قرآن مجید کے متعلق سخت اہانت آمیز باتیں لکھی تھیں، وہ آزادیٔ اظہار کے اس سیکولر تصور کی روشنی میں ان خرافات کا جواز بتاتی ہے۔ ہمارے پاکستان میں بھی تسلیمہ نسرین کی ہم خیال این جی اوز کی کئی بیگمات موجود ہیں۔ مگر رائے عامہ کے خوف کی وجہ سے اور کچھ رشدی اور تسلیمہ کی عبرتناک دَربدری اور روپوشی کی وجہ سے ان میں اپنے غلیظ خیالات کو ظاہر کرنے کی جراءت نہیں ہو سکی۔

آیئے سیکولرازم کے انسانی فکر پر اثرات کو مزید واضح کرنے کے لئے پاکستان کے چند سیکولر افراد کے شائع شدہ بیانات کا تجزیہ کریں:

(۱) چوہدری اعتزاز احسن: پاکستان کے سیکولر دانشور اپنے دل کی گہرائی میں اسلام کے عصری تقاضوں کا ساتھ دینے اور جدید دور میں اس کے قابل عمل نظام ہونے کے بارے میں شکوک کا شکار ہیں۔ وہ اپنی فکر کے اعتبار سے اسلام کو عالمگیر نظام سمجھنے میں بھی تامل کا شکار ہیں۔ چوہدری اعتزاز احسن، ایڈووکیٹ ایک معروف دانشور ہیں، موصوف پاکستان کے وزیر داخلہ بھی رہ چکے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے ''انڈس ساگا'' کے نام سے ایک مبسوط کتاب بھی تحریر کر چکے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے اسلام اور نظریۂ پاکستان کے مقابلے میں قدیم ہندی کلچر کے گن گائے ہیں۔ ارشاد احمد حقانی صاحب نے گذشتہ

ـال اپنے کالموں میں اعتزاز احسن کی کتاب کے قابل اعتراض حصوں کی نشاندہی بھی کی تھی۔ مئی ۹۹ء میں راقم الحروف نے انہیں ہمدرد سنٹر میں تقریر کرتے ہوئے سنا جس میں موصوف نے برملا یہ کہا کہ ہم ہمیشہ اس فرق (ہندو مسلم) کو ہی بیان کرتے رہتے ہیں جس سے ہماری قومی نفسیات پر منفی اثرات پڑے ہیں۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں دوقومی نظریہ کی مخالفت کی۔ حاضرین میں سے ایک فرد نے چٹ کے ذریعے ان کے اس بیان پر انہیں احتجاج بھی بھجوایا۔ ہندو مسلم کے ایک ہونے کا عملی اظہار انہوں نے اپنی صاحبزادی کی شادی کی تقریب کے دوران عملی صورت میں کیا جب بھارت سے کثیر تعداد میں ہندو اس تقریب کے مہمان تھے۔

۱۲ مئی ۱۹۹۰ء کو چوہدری اعتزاز احسن نے شریعت بل کی تیسری خواندگی کے موقع پر اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

''وہ شریعت جو ریگستانی معاشروں کے لئے تھی اور ریگستانی معاشرے بھی ایسے کہ خانہ بدوش...... اور خانہ بدوش بھی ایسے کہ جہاں بیٹی، بہن اور عورت کی وہ عزت نہ تھی جو دجلہ وفرات کے زرعی معاشروں میں تھی۔ وہ شریعت یہاں وادیٔ سندھ میں نافذ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔''

جناب نعیم صدیقی نے چوہدری اعتزاز احسن کے اس توہین آمیز بیان کے ۔۔۔ ہفت روزہ ''زندگی'' میں مفصل مضمون تحریر کیا۔ جناب نعیم صدیقی کے درج ذیل دردبھرے جملے ملاحظہ فرمایئے:

''ان الفاظ کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ایک تو وقت کے اس ماہر خطابات کو سرے سے شریعت اور اسلامی نظام کا علم ہی نہیں کہ اس کی تعلیم کیا تھی جو شخص اسلام اور اس کی شریعت کو نہ جانے، اسے کس ڈاکٹر نے یہ نسخہ لکھ دیا ہے کہ وہ ضرور اس موضوع پر خیال کرے......!!

آخر متذکرہ بیان کی روح اور سلمان رشدی کی ہفوات میں کتنی ڈگری کا فرق ہے۔ اعتزاز احسن صاحب اگر اسلام سے لفظی بھلائی بھی نہیں کر سکتے تو انہیں کون سی جماعت حکماء وفلاسفہ نے مشورہ دیا ہے کہ وہ ضرور اسلام کی صف میں رہیں۔ شریعت محمدیؐ پسند نہیں تو جایئے شریعت بش اور شریعت لینن کے پاؤں پڑیئے۔ آخر اسلام پر لایعنی کرم فرمائی کس لئے؟

...... ریگستانی معاشرے کے لفظوں سے شریعت اسلامی کے وزن ووقعت میں کمی کرنے کی سعیٔ رائیگاں پر تو رحم آتا ہے...... کس فخر سے کہتے ہیں کہ وادیٔ سندھ میں وہ ریگستانی شریعت کیوں؟ جی وادیٔ سندھ کو کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں۔ کیا محض موہن جوڈرو، ہڑپہ اور ٹیکسلا کی کھدائیوں کو سرمایۂ حیات سمجھا جائے اور اس بات کو نظر انداز کر دیا جائے کہ وادیٔ سندھ پر ڈاکوؤں اور تخریب کاروں کا راج ہے...... کس شخص کا ایسی پست اور نامعقول ذہنیت کے ساتھ اسمبلی میں بیٹھنا جسے سنجیدہ معاملات میں اختلاف کا شائستہ اسلوب بھی نہ آتا ہو، بجائے خود ایک علامتِ عذاب ہے...... حضرت اعتزاز احسن اس عظیم الشان سیاسی طبقہ دانشوراں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو مخالف دین رجحانات کو قوم پر اختیارات پا کر جبراً ٹھونسنے کی کوشش کرتا ہے۔...... اعتزاز احسن کو کسی اچھے

روحانی معالج کی ضرورت ہے'' (ہفت روزہ 'زندگی' لاہور: ۲۲ تا ۲۸ جون ۱۹۹۰ء)

(۲) احمد بشیر: یورپ میں سیکولرازم کی بھیانک صورت اشتراکیت کے روپ میں سامنے آئی۔ اشتراکیت نے تو مذہب کو 'افیون' قرار دے کر سرے سے مذہب کی اہمیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ پاکستان میں بدترین سیکولر طبقہ وہ ہے جس نے اشتراکیت کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ سوشلزم اور سیکولرزم اپنے مزاج اور نظریہ کے اعتبار سے اِلحاد اور مریضانہ مادّہ پرستی پر مبنی نظامِ فکر ہیں۔ احمد بشیر کو پاکستان کے اشتراکیوں میں ایک کٹر، باغی اور بزرگ سیکولر 'دانشور' کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ راجہ فتح خان نامی ایک شخص نے ارشاد احمد حقانی صاحب کی جانب سے پاکستان میں ''اسلام، جمہوریت اور سیکولرزم'' کے متعلق شروع کی گئی بحث میں حصہ لیتے ہوئے حقانی صاحب کو ایک مفصل خط لکھا۔ اس خط میں راجہ فتح خان احمد بشیر کو پاکستان میں مادّہ پرستوں کے نمائندے اور علامت کے طور پر ان الفاظ میں پیش کرتا ہے:

''مادّیت والوں کا اس پر اعتراض ہے کہ اگر خالق کے بغیر کوئی چیز تخلیق نہیں ہوسکتی تو خود خالق کائنات کو کس نے تخلیق کیا ہے'' (نعوذ باللہ) اس طرح یہ دو نظریات ایک دوسرے کو قائل کر ہی نہیں سکتے۔ نہ کوئی احمد بشیر کسی ارشاد احمد حقانی کو قائل کرسکتا ہے اور نہ کوئی ارشاد احمد حقانی کسی احمد بشیر کو'' (۲/اپریل ۱۹۹۹ء، روزنامہ جنگ، ادارتی صفحہ)

اِن سطور میں احمد بشیر کے چاہنے والے نے احمد بشیر کا جو نقشہ کھینچا ہے اس میں بڑے فخر سے اسے ملحد اور خدا کے وجود کا منکر ظاہر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انتہا پسند سیکولر افراد مذہب سے متنفر ہونے کے بعد بالآخر اِلحاد پرستی کو ہی اپنا 'مذہب' بنا لیتے ہیں۔

احمد بشیر ملحد ہونے کے ساتھ ساتھ رقص و موسیقی و شراب نوشی کا بھی دلدادہ ہے۔ اکتوبر ۱۹۹۶ء میں کل پاکستان موسیقی کانفرنس کے موقع پر احمد بشیر نے کتھک ڈانس کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ ''ہمارے مولوی اس تفریحِ طبع پر مبنی رقص کی خوامخواہ مخالفت کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ (نعوذ باللہ) حضور اکرم ﷺ بھی رقص دیکھا کرتے تھے۔ آدم اور حوا بھی (نعوذ باللہ) ناچتے ہوئے جنت سے نکلے تھے''

اس طرح کے ملحد اَفراد رقص کا یہ شوق خود پورا کرتے رہیں تو غالباً ان پر کوئی اعتراض نہیں کرے گا لیکن یہ دریدہ دہن اپنے مکروہ اَفعال کو رسالت مآب ﷺ جیسی پاکیزہ منزہ ہستی کے ساتھ منسوب کرکے شارعِ اسلام کی سخت توہین کے مرتکب ہوتے ہیں اور ایسا یہ جان بوجھ کر کرتے ہیں۔ علماء نے احمد بشیر کے اس بیان پر شدید ردّعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس پر توہین رسالت کا مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا۔ مجلس احرار کے ترجمان نے بالکل صحیح تبصرہ کیا۔ انہوں نے کہا ''حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام ناچتے ہوئے جنت سے نہیں نکلے تھے بلکہ احمد بشیر اس دنیا میں اُچھلتا کودتا اور اُودھم مچاتا ہوا آیا ہوگا'' جمعیت علمائے اسلام کے راہنما مولانا امجد خان نے بیان میں کہا کہ

''احمد بشیر بدبخت نے (نعوذ باللہ) رسول اکرمﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ حضورﷺ نے کبھی رقص نہیں دیکھا، یہ اس خبیث شخص نے الزام لگایا ہے۔''

احمد بشیر نے مختلف افراد کے خاکوں پر مبنی ایک کتاب تحریر کی جس کا عنوان تھا ''جو ملے تھے راستے میں''......اس کتاب میں بے دین احمد بشیر نے علی الاعلان اور برملا اپنی شراب نوشی کی عادت کا ذکر کیا۔ ایک سیکولر آدمی خونی رشتے ناطوں کے حوالے سے کس قدر بے حمیت اور بے غیرت بن جاتا ہے، اس کا اندازہ احمد بشیر کے درج ذیل الفاظ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو اس نے مذکورہ کتاب میں اپنی بہن پروین عاطف کے بارے میں تحریر کئے:

''پروین میری بہن اس زمانے میں ایم اے میں پڑھتی تھی اور لاہور میں رہتی تھی۔ وہ ایسی حسین لڑکی تھی کہ میں اس کا بڑا بھائی ہوکر چوری چوری اس کی طرف دیکھتا اور سوچتا، اللہ میاں! تو نے یہ بت کس فرصت کی گھڑی میں گھڑا ہوگا۔ یہ چاند ہمارے صحن میں کیسے اُتر آیا۔ پروین کے نین، کاجل بن کالے، اس کی کلائیاں گجروں بنا مہکتیں، اس کے رُخساروں کے گرد بھنورے منڈلاتے، اب اس نیلے گنبد کی ساری ٹائلیں اُکھڑ چکی ہیں، مگر چھت کی گولائی پر ابھی چاندنی چھلکتی ہے۔ پروین کو اپنے حسن کی خوشبو کا احساس نہ تھا۔ وہ ململ کے موٹے کپڑے پہنتی، سر پر کھدر کی چادر لے کر بس میں بیٹھ جاتی اور اس طرح کتابوں کا بستہ لے کر واپس آجاتی۔ اس کے ہم جماعت اس کے پیچھے گھر تک آتے مگر اسے کبھی پتا نہ لگا۔ وہ مس یونیورسٹی کے نام سے مشہور تھی مگر اس نے کبھی آئینہ نہ دیکھا'' (روزنامہ خبریں، ۲ر نومبر ۱۹۹۶ء۔ اقتباس از مضمون اسرار بخاری۔ بحوالہ راجپال کے جانشین)

قارئین کرام! یہ ہے مکروہ چہرہ اور گھٹیا کردار ان لوگوں کا جو اس مملکتِ خداداد میں اسلامی شریعت کے نفاذ کی مخالفت کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا الفاظ کسی سیکولرزم کے سرطان زدہ ایک جنسی حیوان کے علاوہ اور کون لکھ سکتا ہے۔ یہ لوگ اَخلاق اور دانائی کی ہر بات کی مخالفت کرتے ہیں مگر پھر بھی ''دانشور'' کہلاتے ہیں۔ اب ذرا غور فرمائیے پاکستان میں یہ اپنی پسند کا سیکولرزم نافذ کرنے میں کامیاب ہوجائیں، تو کیا اس ملک کی اَخلاقی بنیادیں قائم رہ سکیں گی؟

(۳) خالد احمد: پاکستان کے سیکولر طبقہ میں اچھی خاصی تعداد ایسے صحافیوں اور ''دانشوروں'' کی ہے جو یا تو قادیانی ہیں یا قادیانیت کے زبردست حامی ہیں۔ ان کے نام مسلمانوں سے ہیں، اسی لئے ناواقف لوگ ان کے علم وحکمت اور استدلال سے دھوکہ کھاجاتے ہیں کہ شاید ان کا مؤقف خالصتاً علمی تجزیہ پر مبنی ہے۔ یہ اسلام پسندوں کو ہمیشہ متعصب اور جنگجو، تنگ نظر اور اپنے آپ کو روشن خیال، غیر جانبدار اور ترقی پسند ظاہر کرتے ہیں۔ یہ طبقہ بات کو پردوں میں چھپا کر بالواسطہ مطلب براری کیمھیونی طریقہ کار میں یدطولیٰ رکھتا ہے۔ اس طرح کے 'دانشور' اپنے اِلحاد، مذہب دشمنی، پاکستان دشمنی اور عوام دشمنی کو دجل وفریب کے غلاف میں لپیٹ کر بیان کرتے ہیں۔ ان کی اکثریت کسی نہ کسی سیکولر تنظیم کی تنخواہ دار

ہے۔ یہ طبقہ اپنے اثرات کے اعتبار سے غالبًا سیکولر طبقوں میں سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ راقم الحروف کے نزدیک خالد احمد اس طبقہ کے نمائندہ ترین اور معروف ترین فرد ہیں۔ موصوف ''فارن سروس'' کو چھوڑ کر عرصۂ دراز سے صحافت کے پیشہ سے وابستہ ہیں۔ انگریزی اخبارات ''فرنٹیر پوسٹ، اور ''دی نیشن'' کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ یہ پاکستان کی انگریزی صحافت میں مہنگے ترین صحافی سمجھے جاتے تھے۔ خالد احمد سکہبند قادیانی ہیں۔ سیکولرزم کے نام پر قادیانیت کے مقاصد کو جس فنکارانہ چابک دستی سے اس شخص نے آگے بڑھایا ہے، شاید ہی کسی اور صحافی نے ایسا کیا ہو۔ سیکولر حلقوں میں خالد احمد کو اونچے درجہ کا دانشور سمجھا جاتا ہے۔ اردو صحافت کو بھی موصوف منہ مارتے رہے ہیں۔ ''آج کل'' کے نام سے ہفت روزہ نکالتے تھے جو کامیاب نہ ہوسکا۔ آج کل نجم سیٹھی کے ''دی فرائیڈے ٹائمز'' میں لکھتے ہیں، مگر قابل اعتماد ذرائع کے مطابق اس کا بھاری مشاہرہ عاصمہ جہانگیر کے انسانی حقوق کمیشن سے وصول کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے ان کے کالموں پر مبنی ایک ضخیم کتاب 'انحرافات' کے نام سے چھپی ہے۔

یہ کتاب پاکستان کے سیکولر طبقہ کی فکر کا نچوڑ ہے۔ اپنے مضامین میں خالد احمد بارہا اسلامی سزاؤں کو جدید دور میں ناقابل عمل اور غیر موزوں قرار دے چکے ہیں۔ قانونِ توہین رسالت کے خلاف جتنے مضامین ان صاحب کے قلم سے نکلے ہیں، شاید ہی اس 'جنونی' جذبے کے ساتھ کسی اور سیکولر صحافی نے تحریر کئے ہوں گے۔ پاک انڈیا پیپلز فورم کے پردھان 'دانشوروں' میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ مسئلہ کشمیر پر ان کا موقف وہی ہے جو گذشتہ دنوں این جی اوز کی بیگمات ظاہر کرتی رہی ہیں۔ اسلامی نظام کے نفاذ کی ہر تحریک کی مخالفت یہ اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ مغربی تہذیب کو پاکستان میں متعارف کرانا ان کی صحافتی جدوجہد میں شامل ہے۔ پاکستان میں سیکولرزم کے انتھک اور مستقل مزاج مبلغ سمجھے جاتے ہیں۔ رنگارنگ ثقافتوں کے نام پر پاکستان میں سیکولر افراد کا جو گروہ صوبہ پرستی اور پاکستان کی سالمیت کے خلاف کام کر رہا ہے، خالد احمد اس کے ہراول دستہ میں شامل ہے۔ علماء اور دینی طبقہ سے اس 'لبرل' اور رواداری کا درس دینے والے دانشور کو شدید کدورت اور نفرت ہے۔ یہ ان پر برسنے اور ان کی تذلیل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ پاکستان میں صہیونی لابی کے سرمائے سے کام کرنے والی این جی اوز پراپیگنڈہ کے لئے جن صحافیوں کے قلم کا سہارا لیتی ہیں، خالد احمد ان میں نمایاں ترین قلمکار ہیں۔ خالد احمد پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے شدید مخالف ہیں اور یہ بات سیکولر افراد کی اکثریت میں قدرِ مشترک ہے۔ خالد احمد جہاد کے کتنے خلاف ہیں اس کا اندازہ ان کے مضمون کے عنوان ''جہاد سے جرائم کی نمود'' سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

(۴) <u>ڈاکٹر مبارک علی:</u> ڈاکٹر مبارک علی بائیں بازو کے معروف مؤرخ ہیں، تاریخ پر اشتراکی نقطہ نظر سے بیس سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ سیکولرازم کے پرجوش حامی ہیں۔ سیاست اور مذہب کی تفریق پر یقین رکھتے ہیں۔ یورپی معاشرے میں سیکولرازم کے ارتقا پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یورپ میں صنعتی ترقی کے عمل کے نتیجہ میں جو سیاسی، معاشی اور سماجی تبدیلیاں آئیں انہوں نے

نہ صرف پرانی اَقدار، روایات اور نظریات کو کمزور کیا اور توڑا، بلکہ اس خلا کو نئے اداروں اور اَفکار سے پر کیا۔ اس سارے عمل میں سیاست اور مذہب دو جدا چیزیں رہیں اور یہی وجہ تھی کہ یورپ کے معاشرے میں جمہوریت اور سیکولرزم کی روایات فروغ پاسکیں۔ غیر صنعتی، ثقافتی معاشروں میں مذہب اور سیاست کو ایک سمجھا جاتا ہے، اسی لئے سیاسی حاکمیت کا جواز مذہب میں تلاش کیا جاتا ہے''

مذہب اور سیاست میں تفریق ایک ایسا نظریہ ہے جس پر ہر سیکولر فرد یقین رکھتا ہے۔ سیکولرزم کے نفاذ کا پہلا نتیجہ ہی یہی ہوگا۔ پاکستان جیسی اسلامی مملکت میں اس نظریہ کے نفاذ کے مضمرات کیا ہوں گے، ہم اس پر آگے اظہارِ خیال کریں گے۔

(۵) عاصمہ جہانگیر: Feminism یا تحریکِ آزادیٔ نسواں کا اصل سرچشمہ بھی سیکولرزم ہے۔عورتوں کے حقوق کے نام پر عالمگیر فتنہ برپا کیا جارہا ہے۔ اسی تحریک کے نتیجے میں یورپ میں خاندانی نظام تباہی کے کنارے پر پہنچ چکا ہے۔

عاصمہ جہانگیر عورتوں کے حقوق کی پاکستان میں سب سے بڑی چمپئن سمجھی جاتی ہے۔ اسے پاکستان کے علاوہ یورپ کے سیکولر اداروں کی مکمل تائید و تعاون حاصل ہے۔ یہ عورت پاکستان میں سیکولرزم کے نفاذ کے لئے جنون میں مبتلا ہے۔ وہ بارہا سیکولرزم کے نفاذ کا مطالبہ کرچکی ہے۔ ۱۷ رجولائی ۱۹۹۴ء کو تو عاصمہ جہانگیر نے بڑے اعتماد سے یہ اعلان کیا: ''ہم ملک میں سیکولرزم لائیں گے'' (روزنامہ جنگ) اس سیکولر عورت کے نظریات بے حد خطرناک ہیں۔ یہ بے باک اور گستاخ عورت اپنے بیانات میں اہانتِ رسول کی مرتکب بھی ہوچکی ہے۔ ۱۷ رمئی ۱۹۹۶ء کی شام اسلام آباد ہوٹل میں ایک سیمینار کے دوران عاصمہ جہانگیر نے شریعت بل کے خلاف تقریر کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) نہ صرف جاہل کہا بلکہ تعلیم سے 'نابلد'، 'ان پڑھ' اور 'نہایت ست' کے الفاظ استعمال کئے۔ عاصمہ کے اس بیان پر سخت احتجاج ہوا، جو بعد میں 295-c، قانونِ توہین رسالت کی منظوری کی صورت میں منتج ہوا۔

متعدد بیانات میں عاصمہ نے کہا کہ پاکستان میں قوانین مذہبی بنیادوں پر بنائے گئے ہیں۔ اس نے اسلامی قوانین کو بارہا غیر انسانی اور وحشیانہ کہا۔ عاصمہ نے خواتین کے جلوس کی قیادت کی، انہوں نے پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر درج تھا: ''ملاں گردی بند کرو، پاکستان بچانا ہے تو مولوی کو بھگانا ہے'' ''امن کا دشمن، ملا''، ''جمہوریت اور سیکولرازم لازم و ملزوم ہیں''۔ مولوی کا نام سنتے ہی عاصمہ آپے سے باہر ہوجاتی ہے۔

۱۹۹۷ء میں خواتین حقوق کمیشن کی رپورٹ سامنے آئی۔ یہ کمیشن رپورٹ درحقیقت عورت فاؤنڈیشن اور شرکت گاہ کی رپورٹوں پر مشتمل تھی۔ اس رپورٹ کی تیاری میں سب سے زیادہ کردار عاصمہ جہانگیر نے ادا کیا۔ اس رپورٹ میں سفارش کی گئی تھی کہ حدود آرڈیننس کو منسوخ کیا جائے اور وفاقی شرعی

عدالت کو ختم کیا جائے۔ اسی رپورٹ میں اسقاطِ حمل کی اجازت کی سفارش بھی کی گئی اور سب سے عجیب بات یہ کہ بیوی سے زنا بالجبر Marital Rape کے مرتکب شوہروں کو عمر قید کی سزا دینے کی سفارش بھی کی گئی۔

عاصمہ بیجنگ کانفرنس کی خرافات مثلاً ہم جنس پرستوں کے بنیادی حقوق، اسقاطِ حمل کا حق وغیرہ کو درست سمجھتی ہے۔ جون ۲۰۰۰ء میں نیویارک میں ہونے والی بیجنگ پلس فائیو کانفرنس میں جو بے حیائی کا ایجنڈا پیش کیا گیا، عاصمہ جہانگیر اور این جی اوز کی دیگر بیگمات نے اس کی مکمل تائید کی۔

عاصمہ جہانگیر کی بھارت یاترا، وہاں بھارتی جاسوسوں سے ملاقاتیں، واہگہ بارڈر پر بھارتی فوجیوں میں مٹھائی تقسیم کرنے اور ہندوؤں کے ساتھ رقص کے واقعات تو ابھی چند ہفتے پہلے کا معاملہ ہے۔

مندرجہ بالا سطور میں راقم نے چوہدری اعتزاز احسن، احمد بشیر، خالد احمد، ڈاکٹر مبارک احمد اور عاصمہ جہانگیر کے خیالات کو مختصر الفاظ میں پیش کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک فرد ایک مخصوص سیکولر گروہ کا نمائندہ ہے۔ یہ فہرست نہ تو مکمل ہے اور نہ ہی پاکستان میں تمام سیکولر گروہوں کی سوچ کی اس سے مکمل نمائندگی سامنے آتی ہے۔ مگر ان پانچ افراد کی سوچ کے مجموعہ کو سامنے رکھا جائے تو پاکستان میں سیکولرازم کے حامیوں کی اکثریت کے نظریات کی اصل حقیقت کو سمجھنے میں خاصی مدد ملتی ہے۔ اگر انسان کا عمل اس کی سوچ کا آئینہ دار ہوتا ہے، تو پھر ان افراد کے فکر وعمل کی روشنی میں پاکستان میں سیکولرزم کا نفاذ کس قدر خطرناک مضمرات کا حامل ہے، اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ ان افراد کے نظریات سے سیکولرزم کا جو مفہوم سامنے آتا ہے، اس سے سیکولرزم سے مراد محض ''غیر جانبداری'' نہیں بلکہ صریحاً الحاد اور اسلام دشمنی ہے۔ ان کے خیالات علامات ہیں، اس فکری سرطان کی جس کا مرض انہیں لاحق ہے۔

سیکولرزم کے نفاذ کے مضمرات

آئین پاکستان کی رو سے پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے، اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہے۔ پاکستانی آئین قرآن وسنت کی بالادستی کے اُصول پر قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئین کے، آرٹیکل ۲۲۷ کی رو سے قرآن وسنت کے منافی کسی قسم کی قانون سازی نہیں کی جاسکتی۔ مذکورہ آرٹیکل کی رو سے پاکستان میں پہلے سے موجود کسی بھی قانون جو قرآن وسنت سے متصادم ہو، کو اسلام کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے۔ بالفرض پاکستان میں سیکولرازم کو نافذ کر دیا جائے، تو اس سے جو گھمبیر انقلاب رونما ہوگا اور اس بنیادی تبدیلی کے پاکستان کے ریاستی ڈھانچے اور سماجی اداروں پر جو اس کے اثرات مرتب ہوں گے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) اسلام کے بنیادی اصول کے مطابق حاکم حقیقی صرف اللہ ہے۔ قرآن مجید میں متعدد آیات میں اس بنیادی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد ہوتا ہے: ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (یوسف: ٦٧) یعنی ''حکم کسی کا نہیں مگر اللہ کا'' ایک اور جگہ فرمایا: ﴿اَلَا لَهُ الْحُكْمُ، وَهُوَ اَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ﴾ ''خبردار،

اسی کے لئے حکم کرنا ہے اور وہ سب سے جلد حساب لینے والا ہے'' (الانعام: ۶۲)

اسلامی نظریہ کے مطابق حکومت اور سلطنت کی اصل مالک ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ رسولِ کریمؐ اللہ کے نمائندے کی حیثیت سے جہاں شریعت کے ترجمان ہیں وہاں مسلمانوں کے سیاسی سربراہ بھی ہیں۔ بعد میں آنے والے خلفاء اور مسلم حکمران نبی اکرمؐ کی اس سیاسی حیثیت کے ذمہ دار متصور ہوتے ہیں جو ایک مقدس امانت ہے۔ اسلامی ریاست کا مقصود ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اَحکام کو دنیا میں اس کی شریعت کے مطابق نافذ کرے۔ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:

''اس عقیدہ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ مانا جائے کہ احکام کے اِجراء اور قوانین کے وضع کا اصل حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ البتہ اس نے اپنی شریعت میں اَحکام اور قوانین میں جو کلیات اور قواعد بیان فرما دیئے ہیں انکے تتبع سے اہل علم اور مجتہدین دین نئے نئے احکامِ جزئیہ مستنبط کر سکتے ہیں''

وہ مزید لکھتے ہیں:

''اہل عقل اپنی ناقص عقل سے جو کچھ کہتے ہیں اگر وہ حکم الٰہی کے مطابق نہیں ہے تو گو اس میں کچھ ظاہری مصلحتیں ہوں مگر حقیقی مصلحتوں کے جاننے کے لئے امر غائب اور مستقبل کا صحیح علم ہونا ضروری ہے اور یہ انسان کے بس سے باہر کی بات ہے۔ اس لئے حقیقی مصلحتیں اسی حکم میں ہیں جس کو خدائے عالم الغیب نے نازل فرمایا'' (سیرت النبیؐ: جلد ہفتم، صفحہ: ۱۷۴)

اسلام کے ان اَساسی نظریات کا موازنہ اگر سیکولرازم کے بنیادی تصورات سے کیا جائے، تو دونوں میں بعد المشر قین ہے۔ سیکولرزم میں خدائی اَحکام کی بجائے عقل کی تاویلات کو اہمیت دی جاتی ہے۔ سیکولرزم کی بنیاد ہی مذہب سے نفرت اور بیزاری پر مبنی ہے۔ اگر سیکولرازم کو پاکستان میں نافذ کر دیا جائے تو اس کا پہلا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام ریاست کا سرکاری مذہب نہیں رہے گا۔ کیونکہ سیکولرزم کے مطابق مذہب ایک شخصی معاملہ ہے جس کا ریاستی اُمور سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب مذہب کی سرکاری حیثیت ختم ہو جائے تو پھر قرآن وسنت کی قانونی ڈھانچے میں بالادستی بھی قائم نہیں رہے گی۔ کوئی بھی قانون چاہے وہ قرآن وسنت سے کس قدر متصادم ہو، اُسے چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔ اب تک پاکستان میں یہ صورت ہے کہ اگرچہ اسلامی شریعت کا مکمل نفاذ عمل میں نہیں لایا گیا، جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ حکمران طبقہ اسلام سے مخلص نہیں ہے۔ مگر رائے عامہ کے دباؤ کے تحت پاکستان کے کسی بھی سیکولر حکمران کو قرآن وسنت کی صریحاً خلاف ورزی پر مبنی کسی بھی قانون کو نافذ کرنے کی اب تک جراءت نہیں ہوئی ہے۔ مثلاً پاکستان کے کئی حکمران شراب نوشی میں مبتلا رہے ہیں لیکن پاکستان میں شراب نوشی کو جائز قرار دینے کا حوصلہ کسی کو بھی نہ ہوا۔ پاکستان میں ابھی تک سودی نظام رائج ہے مگر کسی بھی صدر یا وزیراعظم یا کسی فوجی حکمران نے سود کو جائز قرار دینے کی ہمت نہیں کی۔ سودی نظام کو جاری رکھنے میں مختلف تاویلات سے کام لیا جاتا رہا ہے اور مستقبل میں غیر سودی نظام رائج کرنے کے وعدوں پر عوام کو مسلسل ٹرخایا جاتا رہا ہے۔ اگر سیکولرازم

کو پاکستان کی نظریاتی اَساس تسلیم کر لیا جائے تو پھر شراب نوشی اور سودی کاروبار کو اگر کوئی جائز قرار دیتا ہے تو اس کو چیلنج نہیں کیا جاسکے گا۔

(۲) پاکستان کا سیکولر طبقہ جو آج کل سیکولرزم نافذ کرنے کا مطالبہ کر رہا ہے اور سیکولرزم کو محض ''ریاستی غیر جانبداری'' کا نام دیتا ہے، اگر اسے مکمل اقتدار مل گیا تو پھر یہ محض 'غیر جانبدار' نہیں رہے گا۔ دینی طبقہ، علماء اور اسلام پسندوں کے خلاف یہ جس طرح کی شدید نفرت کرتے ہیں، اس کا عملی مظاہرہ اِقتدار پر قبضہ کرنے کے فوراً بعد سامنے آجائے گا۔ ترکی اور دیگر اسلامی ممالک میں لادینیت پسندوں نے علماء کو جس بہیمانہ تشدد اور ذلت آمیز سلوک کا نشانہ بنایا وہ اسلامی تاریخ کا تاریک ترین باب ہے۔ جب لادینیت پسند اقتدار میں نہیں ہوتے تو یہ 'برداشت' اور 'رواداری' کے ترانے گاتے ہیں، مگر اقتدار میں آکر ان پر وحشت اور بربریت غالب آجاتی ہے۔ ترکی کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ۱۹۹۸ء میں ترک پارلیمنٹ کی رکن ایک خاتون محترمہ مروہ کی محض اس 'جرم' کی پاداش میں نہ صرف پارلیمنٹ کی رکنیت ختم کردی گئی بلکہ انہیں ملک بدر بھی کردیا گیا کہ وہ اسمبلی کے اجلاس میں سر پر سکارف لے کر آئی تھیں جو کہ اسلامی خواتین کے شرم و حیا کی علامت ہے۔ ترکی کے بظاہر مسلمان مگر اصل میں 'روشن خیال' لادینیت پسندوں کو ان خواتین پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے جو اسمبلی میں یورپی لباس اسکرٹ وغیرہ پہن کر آتی ہیں۔ مگر ایک خاتون رکن کے سکارف پہننے سے ان کا سیکولرزم خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

(۳) یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اگرچہ اقتدار کی قوت سے لوگوں کے دلوں سے اسلام سے وابستگی کا مکمل خاتمہ کرنا ممکن نہیں ہے جیسا کہ سوویت یونین کی سنٹرل ایشیا پر ظالمانہ اِجارہ داری کے باوجود مسلمان ریاستوں سے اسلام کو ختم نہیں کیا جاسکا۔ اور جیسا کہ اتاترک اور اس کے سیکولر جانشینوں کی تمام تر اسلام دشمن کارروائیوں کے باوجود ترکی میں ایک دفعہ پھر عوام میں اسلام پسندوں کو مقبولیت حاصل ہورہی ہے۔ مگر یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ اگر اِقتدار پر سیکولر طبقہ قابض ہوجائے اور ان کا اقتدار طوالت اختیار کر جائے تو اس ملک میں اسلام پسندوں کی اَخلاقی و سیاسی طاقت میں کمی آنے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات کے فروغ کا سلسلہ بھی متاثر ہوتا ہے۔ حکمران طبقہ کا اسلام کے خلاف زہریلا پراپیگنڈہ نوجوان نسل کے اَذہان کو متاثر کردیتا ہے جس کے نتیجے میں ان کی اَسلاف سے محبت میں کمی آجاتی ہے۔ وسطی ایشیا کی مسلمان ریاستوں کے مسلمان اگرچہ 'کافر' نہیں ہوئے لیکن سچی بات یہ ہے کہ روسی کمیونسٹوں کی اسلام پر قدغنوں کی وجہ سے وہ صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہ رہ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ سوویت یونین سے آزاد ہونے کے باوجود ازبکستان، تاجکستان، قازقستان اور دیگر وسط ایشیا کی مسلمان ریاستوں پر جو گروہ قابض ہے، وہ نظریاتی اعتبار سے اب بھی اشتراکی ہے۔ سیکولر ریاست میں چونکہ آزادیٔ اظہار کے نام پر عریانی و فحاشی کو خوب تشہیر دی جاتی ہے، ذرائع ابلاغ جنسی شہوت رانی کو ہوا دینے والے پروگرام نشر کرتے ہیں جو نوجوان نسل کے اَذہان کو مسموم کردیتے ہیں، اسی لئے قوم کی اچھی خاصی

تعداد ان سفلی لذت کوشیوں کی عادی ہو جاتی ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ سیکولر ریاست میں ایک بہت بڑا گروہ پیدا ہو جاتا ہے جو اپنے آپ کو اسلامی قوتوں کا حریف سمجھتے ہوئے سیکولرازم کا اسی طرح جذباتی انداز میں دفاع کرتا ہے جس طرح مذہبی طبقہ اسلام یا کسی دوسرے مذہب کا کرتا ہے۔ یورپ اور ترکی میں بالکل یہی صورت رونما ہوتی ہے۔ اب اگر یورپی ملک میں سیکولرازم کے خلاف بات کی جائے، تو وہاں کے ذرائع اَبلاغ خطرے کی گھنٹی بجاتے ہوئے طوفان کھڑا کر دیتے ہیں اور بات کرنے والے کو منہ چھپانا مشکل ہو جاتا ہے۔

(۴) پاکستان کے لادینیت پسند مغرب زدہ طبقہ کا اصل ہدف ہی یہ ہے کہ ترقی کے نام پر اس ملک میں مغربی تہذیب اور اِلحاد کو رواج دیا جائے۔ وہ خود سوچنے سمجھنے یا آزادانہ تحقیق کی صلاحیت سے محروم ہے۔ ان کی فکر کا حقیقی سرچشمہ تہذیبِ مغرب ہی ہے۔ یورپی مفکرین کے اَفکار کی جگالی کو ہی یہ لوگ 'دانشوری' کا نام دیتے ہیں۔ پاکستان کے بدیسی اشتراکیوں کی کوئی تحریر دیکھیں یا ان کی تقریر سنیں، ڈیڑھ درجن اشتراکی اِصطلاحات کو گھما پھرا کر یہ لوگ موقع بے موقع بیان کرتے رہتے ہیں۔ یہی حال مغربی تہذیب کے دلدادگان کا ہے۔ پاکستانی کلچر، اُردو زبان، مقامی لباس، مقامی کھانوں اور مقامی اَقدار سے انہیں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں ہے، بلکہ اُن سے یہ نفرت کرتے ہیں۔ مقامی اَقدار سے نفرت کے اظہار کو یہ روشن خیالی کا نام دیتے ہیں۔ اگر اس ملک میں سیکولرازم کو نافذ کر دیا جاتا ہے تو سرکاری ذرائع اَبلاغ میں قومی ثقافت کی معمولی سی جھلک جو آج ہم دیکھ پاتے ہیں، یہ بھی مفقود ہو جائے گی۔ اتاترک نے ترکوں کو ترکی ٹوپی پہننے منع کر دیا، اس نے اعلان کیا کہ ترکوں کا لباس غیر مہذب اور غیر شائستہ ہے لہٰذا اس نے مغربی لباس کا پہننا ضروری قرار دیا۔ اس نے عربی رسم الخط کی بجائے رومی رسم الخط جاری کیا جس کے نتیجے میں ترکوں کی آنے والی نسلیں مسلمانوں کے عظیم تاریخی وِرثہ اور کتب سے بےگانہ ہو کر رہ گئیں۔

(۵) پاکستان میں سیکولرازم کے نفاذ کی صورت میں سب سے زیادہ زَد دینی مدارس پر پڑنے کا اِمکان ہے۔ پاکستان کا لادین طبقہ دینی مدارس کو ''دہشت گردی کے اڈے'' قرار دے کر ان پر پابندی لگانے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ امریکہ اور یورپی ممالک کو بھی دینی مدارس کا وجود ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ کیونکہ ان مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ مغربی تہذیب سے نفرت کرتے ہیں اور پاکستان میں اِلحاد کے فروغ میں مزاحم بنے ہوئے ہیں۔ وزیر داخلہ معین الدین حیدر کا جو بیان ۱۱ رجون ۲۰۰۰ء کو نیو یارک میں چھپا، اس میں مبینہ طور پر انہوں نے کہا کہ وہ ایسے دینی مدارس پر پابندی عائد کر دیں گے جو مغرب کے خلاف نفرت پھیلا رہے ہیں۔ پاکستان میں این جی اوز کا نیٹ ورک دینی مدارس کو بدنام کرنے کی گھٹیا مہم شروع کئے ہوئے ہے۔ اب اگر یہ صورت ہے تو سیکولرزم کے نفاذ کے بعد کی سنگین صورتحال کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ مصطفیٰ کمال اتاترک نے خلافت کا خاتمہ کرتے ہی دینی مدارس پر پابندی عائد کر دی تھی۔

(۶) سیکولرازم میں کسی ایسے نظامِ تعلیم کو برداشت نہیں کیا جاتا جس میں مذہبی تعلیمات کا ذکر ہو،

پاکستان کے موجودہ نظامِ تعلیم میں ایک خاص تناسب سے اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کو مختلف درجات میں نصاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔ اگر پاکستان کو خدانخواستہ سیکولر ریاست بننے دیا گیا تو یہاں کا نظامِ تعلیم یکسر لادینی اور مذہبی دشمن ہوجائے گا۔ اسلامیات اور مطالعہ پاکستان جیسے مضامین کو نصاب میں شامل کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تعلیمی اداروں کا ماحول 'لبرل' اور 'ماڈرن' ہوجائے گا۔ یونیورسٹیوں میں ہی نہیں بلکہ کالجوں میں بھی مخلوط تعلیم کو رائج کر دیا جائے گا۔ تعلیمی اِداروں میں جنسی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے گا۔ یہ بات تو پہلے ہی یونیسکو کے پروگرام میں شامل ہے۔ موسیقی اور لہو ولعب کے پروگراموں کے تعلیمی اداروں میں انعقاد پر کسی قسم کی قدغن نہیں ہوگی۔ کسی ایسے فرد کو تعلیمی اداروں میں ملازمت نہیں ملے گی جو سیکولرازم پر یقین نہ رکھتا ہو۔ مصر کی سیکولر حکومت نے طالبات پر پابندی لگا دی ہے کہ وہ تعلیمی اِداروں میں سکارف اوڑھ کر نہیں جاسکتیں۔ پاکستان کے لادینیت پسند ان سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ آزادانہ اختلاط کی وجہ سے نوجوان نسل میں جنسی بے راہ روی فروغ پائے گی۔ پاکستان جیسی اسلامی مملکت میں خدا وہ دن نہ دکھائے جب تعلیمی اداروں میں بے نکاحی مائیں زیرِ تعلیم ہوں جیسا کہ جدید یورپ میں ہو رہا ہے۔

(۷) پاکستان میں این جی اوز نے عورتوں کے حقوق کے نام پر پہلے ہی فتنہ کھڑا کر رکھا ہے۔ سیکولرازم کے نفاذ کے بعد پاکستانی خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ پاکستان میں طلاقوں کی شرح میں روز افزوں اضافہ ہوجائے گا۔ 'لبرل' عورتیں یورپ کی طرح کھلم کھلا اپنے آشناؤں کے ساتھ 'میاں بیوی' کی حیثیت سے رہنا شروع ہوجائیں گی اور قرآن وسنت کی رُو سے ان پر گرفت نہیں کی جاسکے گی۔ این جی اوز خواتین کے لئے ہر وہ حق مانگ رہی ہیں جس میں ان کی آزادانہ مرضی کو دخل ہو۔ یورپ کی عورتوں نے اسی آزادانہ مرضی کا حق استعمال کرتے ہوئے ہم جنس پرستی کو بنیادی حقوق میں شامل کروا لیا ہے۔ ازدواجی عصمت دری کی سزا بھی نافذ ہوگئی، تو کئی شوہروں کو جیل کی ہوا کھانی پڑے گی۔ خواتین جب چاہیں گی، مردوں کو طلاق دے کر نئی منزلوں کا سفر اختیار کرلیں گی۔ سیکولرازم کے نفاذ کے بعد پاکستان میں گھریلو زندگی کا نقشہ یکسر بدل جائے گا۔ اِسقاطِ حمل کی اجازت کی وجہ سے جنسی بے راہ روی کا سیلاب آجائے گا۔

(۸) پاکستان کے سیکولر ریاست بننے سے جہادِ کشمیر کو سخت نقصان پہنچے گا۔ پاکستان کا سیکولر گردش خیال طبقہ جہاد کو دہشت گردی تصور کرتا ہے۔ سیکولر 'دانشور' پاکستان میں جہادی کلچر کے فروغ پانے کا واویلا کررہے ہیں۔ اور اسے 'سول سوسائٹی' کے لئے شدید خطرہ قرار دے رہے ہیں۔ راقم الحروف نے کئی سیکولر افراد کو مسئلہ کشمیر کو پاکستان کے لئے سرطان کہتے ہوئے سنا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان مقبوضہ کشمیر کو بھول جائے۔ پاکستان کا سیکولر طبقہ بھارت سے خاص اُلفت رکھتا ہے، وہ پاکستان اور بھارت کے درمیان جغرافیائی سرحدوں کی موجودگی پر سخت پریشان ہے۔ وہ بھارت میں آزادانہ آمد ورفت اور میل ملاپ کا

حامی ہے۔ بھارت میں جا کر پاکستان کے خلاف زبان درازیاں کرنا ان کا معمول ہے۔ وہ بھارت او پاکستان کے کلچر میں کوئی فرق تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔

(۹) پاکستان کا سیکولر طبقہ صوبوں کے حقوق کے نام پر وفاقِ پاکستان کے خلاف سازش میں مصروف ہے۔ یہ محض حسنِ اتفاق نہیں ہے کہ الطاف حسین، سرائیکی صوبہ تحریک کے سربراہ تاج لنگاہ، پختونخواہ کا مطالبہ کرنے والے بلوچستان کے محمود اچکزئی، عطاء اللہ مینگل وغیرہ سب سیکولر ہیں۔ پاکستان کو اگر سیکولر ریاست بنا دیا جائے تو علاقائی، لسانی اور نسلی تعصبات کو مزید ہوا ملے گی۔ پاکستان دشمنوں کو اپنی سازشوں پر عمل درآمد کرانے میں سازگار فضا میسر آئے گی۔

(۱۰) سیکولرازم کے نفاذ کے بعد پاکستان میں سب سے اہم تبدیلی یہ آئے گی کہ پاکستان اپنے قیام کے جواز سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ پاکستان کا صحیح تشخص، اس کی اِسلام سے وابستگی ہے۔ سیکولرزم کا ہدف پاکستان جیسے اسلامی معاشرے کو اسلامی تشخص سے محروم کر کے اس میں مغربی تہذیب کی ملحدانہ اَقدار کو پروان چڑھانا ہے۔ ہمارے سیکولر دانشوروں کو پاکستان کے نام کے ساتھ ''اسلامی جمہوریہ'' کے اَلفاظ تک پسند نہیں ہیں۔ حال ہی میں تحریکِ استقلال کے رہنما اصغر خان نے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان کے نام سے 'اسلامی' کا لفظ ختم کر دیا جائے۔ یہ محض اَصغر خان کی سوچ نہیں ہے، پاکستان کا ہر قابل ذکر دانشور جو سیکولرازم پر یقین رکھتا ہے، یہی فکر رکھتا ہے۔ پاکستان کے اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کا سوال پاکستان کے مستقبل اور بقا کے سوال سے جڑا ہوا ہے۔ یہ ایک عظیم چیلنج ہے جو اہل پاکستان کو فکری اِرتداد کا شکار 'پاکستانیوں' کی طرف سے دیا جارہا ہے۔ بیرونی اعتبار سے پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کا ذمہ تو پاکستان کی مسلح افواج نے لے رکھا ہے، مگر اس مملکتِ خداداد کی نظریاتی سرحدوں کی ذمہ داری کون سنبھالے گا؟ یہ ہم سب کے سوچنے کی بات ہے۔ اگر ہم ایک زندہ قوم کی طرح سے اپنا وجود برقرار رکھنا چاہتے ہیں، تو اس اہم قومی مسئلہ سے چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ سیکولرزم ایک عظیم فتنہ ہے جس کی بیخ کنی اِنفرادی جدوجہد کی بجائے اجتماعی تحریک کے ذریعہ ہی ممکن ہے!! ☆☆

آزادی کی انقلابی تحریک

فوجی بھرتی بائیکاٹ ۱۹۳۹ء

مؤلف: محمد عمر فاروق

150/- روپے

جنگ عظیم دوم میں ہندوستان سے انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف ایک عظیم تحریک ''فوجی بھرتی بائیکاٹ'' ملک بھر میں مجلس احرار اسلام کی پہلی اور تنہا آواز، اکابر احرار کی جرأت و کردار، آزادی کے گمنام کارکنوں کا تذکرہ، قربانی و ایثار کی لازوال داستان، ایمان پرور واقعات اور کفر شکن مہمات، تاریخ آزادیٔ ہند کے اس روشن باب پر پہلی کتاب

ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ● مکتبہ احرار 69 سی حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

سید کاشف گیلانی

نعت

لب پہ درود رکھا ہے جاری تمام عمر
یوں اُن کی یاد میں ہے گزاری تمام عمر
کیا کیا نہ میری جان پہ گزری فراق میں
جانِ حزیں نہ حوصلہ ہاری تمام عمر
دل نے وہ دُکھ اُٹھائے فراقِ رسول میں
روتی رہی ہے آنکھ بچاری تمام عمر
کس مُنہ سے اُن کے سامنے جاؤں گا حشر میں
اس غم میں کی ہے گریہ و زاری تمام عمر
گزرے ہیں رات دن مرے اُن کے خیال میں
اُن کے خیال ہی میں گزاری تمام عمر
صُورت وہ پیاری پیاری ہُوئی ایسی دِل نشیں
میں نے رکھی ہے جان سے پیاری تمام عمر
دجالِ قادیاں سے لڑوں گا میں عُمر بھر
لڑتا رہا ہے اُن سے بخاریؒ تمام عمر
طیبہ گیا ہوں اُن کے کرم سے میں بارہا
کتنے ہیں جن کی آئی نہ باری تمام عمر
کاشف سدا ثنائے نبی ہو ترا شعار
تجھ پر نشہ یہی رہے طاری تمام عمر

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ علیہ

حافظ محمد ظہور الحق ظہور

قرآن مبین

خدائے مہرباں کا آخری پیغام ہے قرآن
غلامانِ محمد کے لئے انعام ہے قرآن
یہ وہ نعمت ہے قاسم جس کے محبوب خدا آئے
یہ وہ کوثر ہے ساقی جس کے ختم الانبیاء آئے
یہ وہ نسخہ ہے جس سے مردہ قومیں زندگی پائیں
دلوں میں جس سے نور آئے، نگاہیں روشنی پائیں
بدل دیتا ہے یہ بغض و عداوت کو محبت سے
ضعیفی بزدلی کو استقامت سے شجاعت سے
ھدی للناس قرآنِ مبینِ نورِ خدا کہیئے
اسے تنزیل رب العالمین جامِ صفا کہیئے
یہی منہاجِ سنت جادۂ حق، راہ جنت ہے
یہی عینِ ھدایت ہے یہی گنجِ سعادت ہے
غذائے روح مومن داروئے دردِ مسلماں ہے
یہی دنیا کی دولت ہے، یہی عقبیٰ کا ساماں ہے
یہی وہ ذکر ہے جس کی حفاظت حق نے فرمائی
یہی وہ نور ہے جس سے جہاں میں روشنی آئی
اسی بارانِ رحمت سے گلستاں میں بہار آئی
یہی قرآن بن کر نصرتِ پروردگار آئی
یہ دستورِ محمد ہے یہ ہے منشورِ ربانی
اسی سے دو جہاں میں ہے فلاحِ نوعِ انسانی
جو بزمِ زندگی میں شمع قرآنی جلائے گا
وہی دنیا و عقبیٰ میں ظہور آرام پائے گا

محترم خالد مسعود خان

ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی

ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی
ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی
چاچا شیدا ماچس لایا
فیکا چلہا لے کر آیا
جیکب آباد کا سندھی بابا
دانے بیچ کے پیسے لایا
کڑچھا لایا بخشو تایا
نیا معاوضہ کھیر پکانے
شہر سے آیا بھولا نائی
ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی
جیسرا، پھتا، نورا، گاماں
پنڈ کے چودھری صاحب کا کاماں
دتے کے دو نکے خالو
اور طیفے کا وڈا ماماں
اپنے گھر سے لے کر آئے
چاول چینی دودھ ملائی
ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی
پنڈ کے نمبردار سے لک کر
تھوڑا جھک کے تھوڑا رک کر
امریکی تمبو والوں سے
محمد حسین نے قرضہ چک کر
پتل والی دیگ منگائی

ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی
جب بھی کھیر پکی بس اودوں
ڈاکو، چور، اچکے آ گئے
ان کے سارے ای سکے آ گئے
مفت بروں کو کھیر ملی اور
ساڈے حصے دھکے آ گئے
روز دھاڑی کے اس کھیل سے
ہم تو اکے تنگے آ گئے
خوشی خوشی جو گھر سے نکلے
واپس سکے بکے آ گئے
پنڈ نے دتی لکھ دھائی
ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی
ٹوٹ بٹوٹ پکاتا رہ گیا
ڈاکو ٹولا کھاتا رہ گیا
دوجے والے بوہتا کھا گئے
ہر کوئی کھپ مچاتا رہ گیا
اپنے اپنے نمبر لا کر
آتارہ گیا جاتا رہ گیا
اپنی اپنی واری اندر
سب نے رج کے انھ مچائی
ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی
ٹانگو، ٹھک، قصائی آیا

ڈیڑھ کی تھاں پر ڈھائی آیا
بہین کے پچھے بھائی آیا
سانگھر کے نیڑے تیڑے بنے
زر والا بلوائی آیا
امبر سر سے لوبیا کٹ اور
کشمیری حلوائی آیا
سب نے آ کر لوٹ مچائی
قرضہ لے کر کھا گئے ساری
تیری میری نیک کمائی
ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی
چکر یونہی چلتا رہتا
بیبا بچہ کو ملتا رہتا
ہر کوئی گھر میں جلتا رہتا
مفت بروں کا سانجھا ٹولا
سینے پر مونگ دلتا رہتا
رب ولوں جو شامت آئی
ہر بندے کے گاٹے لگ گئے
ہر پاسے کی اڈے پھاہی
اگے پچھے کھبے سجے
روز دھاڑے نت لڑائی
خلقت نے پھر لکھ سمجھایا
اس نے منی بات نہ کائی

ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی
بو بتی کھیر کے کھانے اوپر
آپس میں پھر ہوئی لڑائی
اک پاسے چوروں کا ماموں
اک پاسے چوروں کی تائی
اس رولے افرا تفری میں
چپکے سے ایک بلی آئی
سب سے آنکھ بچا کر کھا گئی
ساری کھیر اور دودھ ملائی
اس پر ان کو عقل تو آ گئی
لیکن کتنی دیر سے آئی

ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی
وکھری وکھری ٹولی اوپر
بڑی مصیبت بھاری آئی
بے اتفاقی کی برکت سے
ان پر ایسی مشکل آئی
شان وشوکت قصہ بن گئی
ہو گئی دنیا میں رسوائی
اللہ نے پھر رحمت کیتی
ان کو بڑی نصیحت آئی
ٹھگوں کے دونوں ٹولوں نے

اندر و اندر بات چلائی
بھل کر سارے پچھلے قصے
کیوں نہ کر لیں صلح صفائی
دنیا بھر کے سب چوروں نے
ان کو دیتی آن ودھائی
ٹوٹ بٹوٹ نے کھیر پکائی
بھل کر سارے تکھے مٹھے
اندر خانے ہو گئے کٹھے
ڈکے، چوکے، چھکے اٹھے
جٹ کشمیری، سندھی، چٹھے
آپس میں کی سائی ودھائی

قطعات

تعلیم

قلب سے تیرگیٔ جہل مٹا دیتی ہے
دیں کی تعلیم ہمیں ذہنِ رسا دیتی ہے
دُنیوی علم ذریعہ ہے فقط روزی کا
روح کو دین کی تعلیم جِلا دیتی ہے

سزا

سید کاشف گیلانی

بے شعوروں کو خُدا یوں بھی سزا دیتا ہے
قلبِ تاریک پہ اِک مُہر لگا دیتا ہے
چھین لیتا ہے وہ اِدراک کی اُن سے نعمت
فکر کا ہر پرِ پرواز جلا دیتا ہے

سید یونس الحسنی

اپنی حالت سنوارنے کیلئے
تم نے مغرب کو کر لیا ہے امام
لیکن اس میں یہ احتیاط رہے
اپنا کلچر نہ ہونے پائے تمام

لوگ ذہنوں کی روشنی ان سے
لمحہ لمحہ ادھار لیتے ہیں
فکر کی جو لپیٹ کر چادر
سب کے ملبوس اتار لیتے ہیں

میں سوچتا ہوں جہان تازہ عجیب تر ہے
نئے افق ہیں اداسیوں کے مہیب مدفن
گئے زمانے تو ظلمتوں کے نقیب ٹھہرے
نئے زمانے میں کیوں ہے سچائیوں پہ قدغن

حاجی ملک ماہر کرنالی

نذرِ شورش

ہاں! وہ شورش جو خودی کے جام چھلکاتا رہا
آتشِ احساس ہر سینے میں سلگاتا رہا

جس کی تحریروں میں تابندہ تھا رنگِ بوالکلام
جو بخاری کی طرح جلسوں کو گرماتا رہا

جس نے کی شعر و صحافت میں ظفر کی پیروی
جو قلم سے کاکلِ فطرت کو سلجھاتا رہا

جس نے للکارا ہے ہر دم آمرانِ وقت کو
جو نظامی کی روش سے حوصلہ پاتا رہا

جس کے جذبوں کو کوئی پابند کر سکتا نہ تھا
قید میں جو حریت کے زمزمے گاتا رہا

ملک و ملت کا جسے رہ رہ کے آتا تھا خیال
اپنے نغموں سے جو ہر اک دل کو تڑپاتا رہا

اپنے قول و فعل سے جو اپنے ہر اک لفظ کو
دم بدم سچائی کا مفہوم پہناتا رہا

ہاں! وہ رندِ لم یزل، جو نعرۂ توحید سے
شرک اور بدعات کے عشرت کدے ڈھاتا رہا

مصلحت آمیزیوں سے کام نہ جس نے لیا
جرمِ حق گوئی میں جو تیرِ ستم کھاتا رہا

فتنۂ مرزائیت جس نے کچل کر رکھدیا
جو شبانہ روز طوفانوں سے ٹکراتا رہا

جو تہہ دل سے بنامِ سرفروشانِ ازل
عظمتِ اسلاف کے پرچم کو لہراتا رہا

جس نے رکھا ہے سدا، خود اعتمادی کا بھرم
جو وقار و تمکنت کے راز سمجھاتا رہا

اہلِ دل کو گدگدی کرتا رہا ہے بار ہا
اپنے شعروں سے نقابِ حسن سرکاتا رہا

رات دن کی جس نے حرف و صوت سے نشتر زنی
عمر بھر جو قوم کا نباضؔ کہلاتا رہا

راس نہ آیا اسے ماہر! یہ دورِ فکر و فن
چھوڑ کر دارالمحن ، فردوس کو جاتا رہا

خورشید احمد صدف

بیادِ شورش کاشمیریؒ

شورش کا سدا نام زمانے میں رہے گا
جو بھی دیا پیغام زمانے میں رہے گا

حق گوئی و بے باکی تیرا کام تھا شورش
دنیائے صحافت میں سرِ بام تھا شورش

آزاد و ظفر کا تو، تُو ارمان تھا پیارے
اور شاہ بخاریؒ پہ قربان تھا پیارے

تہذیب کے ہر باب میں تو زندہ رہے گا
دنیائے صحافت میں تو پائندہ رہے گا

دنیا تجھے ہر طور بھلا ہی نہیں سکتی
تاریخ ترا نام مٹا ہی نہیں سکتی

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات ان کی

- پولیس اصلاحات سے لوگوں پر ظلم نہیں ہوگا۔ (پرویز مشرف)

ایں خیال است محال است و جنوں

- افسوس! قاضی مجرم کی جلاوطنی پر شور مچار ہے ہیں۔ (سرکاری ترجمان)

جلاوطنی پر نہیں فرار پر شور مچار ہے ہیں۔

- لاؤڈ سپیکر پر پابندی درود شریف پڑھنے سے روکنے کے لیے لگائی گئی۔ (ایک عالم)

یعنی جو لاؤڈ سپیکر کے بغیر پڑھا جائے وہ درود شریف نہیں ہوتا۔

- نواز، بے نظیر دونوں چور دفع ہو گئے۔ (فاروق لغاری)

چیچو چیچ گنڈیری دونوں　　رات کی ہیرا پھری دونوں

- جنوری سے بجلی کی آٹھ گھنٹے لوڈ شیڈنگ کا فیصلہ (ایک خبر)

مگر بل پہلے سے دگنے آئیں گے۔

- مجھے بنیاد پرستی کے لئے خطرہ سمجھا جاتا ہے۔ (بے نظیر)

خدا تجھے تباہ و برباد کرے!

- ڈپٹی کمشنر ملتان نے چار لاوارث قیدیوں کا جرمانہ ادا کر کے انہیں رہا کر دیا۔ (ایک خبر)

ایسے ڈپٹی کمشنر کی عظمت کو سلام

- قوالی مسلمانوں کی میراث ہے۔ (عزیز میاں)

نہیں میراثیوں کی میراث۔

- شریف فیملی جدہ پہنچ گئی۔ قیمتی سامان سے بھرے ایک سو ایک صندوق بھی ساتھ لئے گئے۔ (ایک خبر)

پہنچے سارے میاں جدے سوہنے رب دی شان نرالی!
ہر کوئی پچھدا اے کی ہویا؟ اکو ہتھ نال وج گئی تالی

- رواں سال میں ہر گیارہ گھنٹے بعد ایک پولیس افسر یا اہل کار گرفتار کیا گیا۔ (ایک خبر)

ایں خانہ ہمہ آفتاب است!

- بلدیہ ملتان شعبہ پیور فوڈ کے جمعہ بازار میں چھاپے۔ (ایک خبر)

بقیہ ۱۱ پر

مولانا محمد عارف سنبھلی
دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوائے نبوت

یہ تو بالکل قطعی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، مثلاً انہوں نے لکھا:

(۱) ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا'' (دافع البلاء، صفحہ: ۱۱)

(۲) خدا وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ (اربعین نمبر ۲: صفحہ: ۴۴)

اور فقط میں ہی کا نعرہ لگاتے ہوئے مرزا صاحب نے لکھا:

''میرے بغیر سب تاریکی ہے، میں اللہ کا آخری نور ہوں اور سب راہوں میں آخری راہ ہوں'' کشتی نوح صفحہ: ۶۵)

گویا اگر مرزا صاحب پیدا نہ ہوئے ہوتے تو نہ قرآن سے دنیا کی تاریکی دور ہوتی نہ سراج منیر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ سے اور نہ صحابہ کرام کی سیر و سوانح سے، دنیا میں بس اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا، مرزا صاحب آ گئے تو دنیا میں اجالا ہو گیا، اس طرح مرزا صاحب نے حضور علیہ السلام کے بجائے اپنی ذات کو سراج منیر قرار دے ڈالا۔

پھر مرزا صاحب نے فقط نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ تمام انبیاء کی عظمتوں کا حامل بھی خود کو بتایا، ان کا بیان بغور ملاحظہ کیجئے۔ لکھتے ہیں:

''میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا، مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے ہی موسوم نہیں، بلکہ اور بھی میرے نام ہیں، جو آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے ''براہین احمدیہ'' میں میرے ہاتھ سے لکھا دئے ہیں، اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا ہو، جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا: میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اس کتاب میں یہ سب نام مجھے دئیے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا، یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرائے میں، سو ضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی: صفحہ ۸۴-۸۵)

تو یہ تھے دعوے مرزا غلام احمد کے کہ وہ کسی ایک نبی کی نہیں بلکہ تمام انبیاء کی عظمتوں کے سرمایہ دار ہیں۔

مگر کہنا ان کا پھر بھی یہی تھا کہ میں عقیدہ ختم نبوت کا منکر نہیں بلکہ حضور کو خاتم النبیین ہی جانتا ہوں، سوال یہ ہے کہ اگر مرزا صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے تھے تو اس کے باوجود انہوں نے اپنے لئے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کس طرح کر ڈالا تھا؟ تو اس سوال کا عجیب و غریب جواب بھی خود مرزا صاحب سے ہی سن لیجئے کہتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو در حقیقت خاتم النبیین تھے، مجھے رسول کے لفظ

سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیوں کہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت "وآخرین منھم لما یلحقوا بھم" بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیوں کہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا، اور میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم، پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی (رسالہ ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ حقیقۃ النبوۃ: صفحہ ۲۶۶)

تو اس تدبیر سے مرزا صاحب نبی اور رسول بن بیٹھے اور اب ذرا مرزا صاحب کے ان الفاظ پر بھی غور کر لیجئے کہ:

"میں ظلی اور بروزی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم"

کیا خیال ہے ناظرین کرام کا اس امر میں کہ اگر کوئی قادیانی صاحب اعلان کرنے لگیں کہ لوگو! میں ظلی اور بروزی طور پر وزیر اعظم ہوں، اور میں نے ایک بروزی پارلیمنٹ بھی تشکیل دی ہے جس میں کئی سو بروزی ایم پی میں اور ہماری یہ بروزی پارلیمنٹ قانون بنائے گی اور ملک میں اس قانون کا نفاذ کرے گی، اور ہماری اس پارلیمنٹ کو یہ حق ہوگا کہ ملک کی اصلی پارلیمنٹ کے جس قانون کو چاہے تبدیل کر دے۔ اور حکومت کے جس قانون کو جو چاہے مطلب متعین کرے، پس ملک کی تمام پبلک کے لئے ضروری ہے کہ وہ مجھے ظلی وزیر اعظم تسلیم کرے، اور میری پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کی پابندی کو لازم جانے، لیکن میرے اس دعوے سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں نے اصلی وزیر اعظم سے بغاوت کر دی ہے، یہ بات بالکل نہیں ہے بلکہ واقعہ یوں ہے کہ میں اس طرح وزیر اعظم بنا ہوں کہ وزیر اعظم کا وجود میرے اندر آ گیا ہے۔

تو اگر کوئی قادیانی صاحب اس طرح اعلان فرمانے لگیں تو ناظرین بتائیں کہ حکومت ان بروزی وزیر اعظم کے ساتھ کس طرح پیش آئے گی؟ یقیناً ایسے آدمی کا یہی حشر ہوگا کہ یا تو اسے جیل بھیج دیا جائیے گا۔ یا پاگل قرار دے کر اسے کسی پاگل خانے میں بھرتی کرا دیا جائے گا کہ لو تم اس پارلیمنٹ میں قانون بنا بنا کر نافذ کرتے رہو اور اپنی وزارت عظمیٰ کے گیت گاتے رہو۔

مرزا صاحب کا عقیدہ اوتار:

مرزا صاحب ظلی اور بروزی الفاظ کے ذریعہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اوتار نہیں بنے تھے بلکہ وہ کرشن جی کے اوتار بھی بن بیٹھے تھے۔ ان کا بیان ملاحظہ ہو، کہتے ہیں:

"لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور بھی نام دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا نام مجھے دیا گیا ہے، چنانچہ ملک ہند میں کرشن نام کا ایک نبی گزرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا، اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے، پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں، وہ کرشن میں ہی ہوں، اور یہ دعویٰ میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ" (حقیقۃ الوحی: صفحہ ۸۵)

تو مرزا صاحب ایک جانب حضور خاتم النبیین کے اوتار بنے اور دوسری جانب کرشن جی کے بھی اوتار بن گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں بھی اور ان کے اوتار بھی:

مرزا صاحب اپنی کتابوں میں تو حضرت مسیح علیہ السلام، آپ کی والدہ معظمہ اور ان کے سارے خاندان کو بدترین تہمتیں لگاتے اور گالیاں دیتے ہیں، مگر جب انگریزی حکومت کو چاپ لوسی کے خطوط لکھتے ہیں تو حضرت مسیح کے اوتار بن جاتے ہیں، اس منافقت کا نمونہ بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے خاندان پر تہمتوں اور گالیوں کی بوچھار کرتے ہوئے مرزا صاحب نے لکھا:

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا، مگر شاید یہ خدائی کے لئے شرط ہو گی، آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہے"

مرزا صاحب کا حضرت مسیح کو شرابی بتانا:

لکھتے ہیں: "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے" (کشتی نوح: صفحہ ۶۵ حاشیہ)

اس بیان میں جس بے باکی کے ساتھ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شراب پینے والا کہا اور یورپ کے لاکھوں کروڑ آدمیوں کی شراب خوری کی ذمہ داری بھی حضرت مسیح علیہ السلام پر ڈالی اسے پڑھنے کے بعد اہل اسلام مرزا صاحب کی نسبت جس نتیجہ پر پہنچیں گے وہ محتاج بیان نہیں۔

مگر جب یہی مرزا صاحب اپنی آقا ملکہ وکٹوریہ کے حضور خط لکھتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل بیان کرنے میں ان کا یہی بے باک قلم انتہائی رواں ہو جاتا ہے، تب مرزا صاحب لکھتے ہیں اور نہایت ہی نیازمندانہ وفدویانہ انداز میں لکھتے ہیں:

(۱) "اس نے یعنی خدا نے مجھے اس بات پر بھی اطلاع دی ہے کہ درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے، اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں، اور ان میں سے ہے جن کو خدا خود اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنے نور کے سایہ میں رکھتا ہے۔" (تحفہ قیصریہ: صفحہ ۱۶)

(۲) "میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز (اوتار) کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔" (تحفہ قیصریہ: صفحہ ۱۶)

(۳) میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت سے کھڑا ہوں" (تحفہ قیصریہ: صفحہ ۱۶)

اوپر کی سطروں میں مرزا غلام احمد قادیانی کی جو عبارتیں بعینہٖ ان ہی کے الفاظ میں درج کی گئی ہیں وہ اس حقیقت میں کسی شک و شبے کی گنجائش نہیں چھوڑتی کہ انہوں نے بار بار اپنے نبی ہونے بلکہ "مجمع النبوات" ہونے کا اعلان کیا ہے۔ لہذا اس سلسلہ میں کسی تلبیس کا شکار ہونے کی گنجائش نہیں۔

از شیخ عبدالمجید امرتسری صدر مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ

تاریخ کے جھروکے سے

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

عنوان بالا کے تحت میرے مضمون ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" میں کافی عرصہ تک چھپتے رہے نیز محمد یعقوب اختر صاحب کے مضامین خصوصاً تحریک تحفظ ختم نبوت 1953، جس میں موصوف خود بھی شامل رہے (جزاکم اللہ احسن الجزا) سلسلہ وار شامل تحریر رہے۔

ہوا یہ کہ 1996ء میں چیچاوطنی میں مجلس احرار اسلام کی مرکزی عاملہ کا اجلاس بلایا گیا مجھے بھی دعوت نامہ ملا لہذا میں بھی شامل ہوا اگلے روز کاروباری سلسلہ میں رحیم یار خان چلا گیا فارغ ہو کر دوسرے دن بذریعہ خیبر میل گوجرانوالہ رات بارہ بجے گھر پہنچا کھانا وغیرہ کھا کر سو گیا۔ صبح اٹھ کر نماز کے لئے کھڑا ہوا تو محسوس ہوا کہ بایاں ہاتھ اور بائیں ٹانگ مفلوج ہو چکی ہے۔ دن چڑھے ڈاکٹر کو بلوایا۔ چیک کرنے پر پتہ چلا کہ فالج کا حملہ ہوا ہے۔ بس پھر آہستہ آہستہ نشست و برخواست معطل ہو گئی۔ چار سال ہونے کو ہیں کافی علاج معالجہ ہو رہا ہے۔ اب بفضل تعالیٰ سہارے کے ساتھ تھوڑا تھوڑا چل پھر سکتا ہوں اور بول بھی سکتا ہوں یہ احباب کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اسی وجہ سے نقیب ختم نبوت کے قارئین سے بھی منقطع رہا ہوں۔ اس عرصہ میں جانے کتنے ساتھی اس دنیا سے منہ موڑ کر عدم آباد سدھار چکے ہیں (اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے) (آمین)

اس وقت جس ساتھی کا ذکر کر رہا ہوں وہ بہت ہی پیارا اور بہادر ساتھی تھا۔ دو سال پہلے ساتھ چھوڑ گیا۔ اللہ اسے جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے آمین۔ جالندھر کا مشہور دینی خاندان جامعہ رشیدیہ (ساہیوال) کے مہتمم مولانا رشید احمدؒ، مولانا فضل جالندھریؒ مرحوم، مولانا لطف اللہ، مولانا عبداللہؒ، میرے مرحوم دوست کا تعلق بھی اسی خاندان سے تھا۔ پورے خاندان کا تعلق شاہ جیؒ سے تھا۔ بدیں وجہ پورا خاندان احرار سے وابستہ تھا۔ میں خود بھی پاکستان بننے کے بعد لائل پور (اب فیصل آباد) ہی آ کر مقیم ہوا دفتر میں آتے ہی میری ملاقات محمد صدیق سالار سے ہو گئی ان دنوں دستور تھا کہ ہر روز تمام دوست رات کو دفتر میں جمع ہوتے دن بھر کی خبریں سنتے ان پر تبصرہ ہوتا اور رات گئے گھروں کو چلے جاتے۔ اس وقت لائل پور (فیصل آباد) کی جماعت بہت فعال تھی۔ اس لیے کہ (ربوہ) چناب نگر مرزائیوں کا کفر گڑھ قریب تھا۔ اور ہر جمعہ کو مرزا بشیر الدین ایک نیا شیطانی الہام بیان کرتا، خواہ وہ کتنا ہی خفیہ رکھا جاتا احرار ورکروہ خبر لے ہی آتے جیسے قادیان کے قریب بٹالہ تھا۔ اور بٹالہ کے احرار ورکر بڑے فعال اور انتھک تھے۔ اسی طرح لائل پور (فیصل آباد) کے احرار ورکر روزانہ شام کو دفتر احرار میں حاضری ضرور دیتے۔ تو ایسے ہی روزانہ کی ملاقات سے برادرانہ تعلقات بن گئے جو آخر دم تک قائم رہے الحمد للہ۔ نوجوانان احرار خصوصاً سالار امان اللہ۔ محمد یعقوب اختر۔ شیخ خیر محمد۔ مولانا عبید اللہ احرار۔ مولانا تاج محمودؒ۔ خواجہ جمال د امرتسری۔ میاں محمد عالم بٹالوی۔ شیخ عبدالمجید امرتسری۔ حافظ عبدالرحمن۔ غلام حسین لدھیانوی۔ مرحوم

کیا کیا صورتیں تھیں کہ خاک میں پنہاں ہو گئیں

خیر یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب تحریک تحفظ ختم نبوت بڑے زور شور سے جاری تھی۔ کہ حکومت۔

خانے کچھ فیصلے کئے اچانک ابن حسن نامی ڈی سی آ گیا۔ اس نے پالیسی بدل دی وہ جلوس کے ساتھ خود جیل تک جاتا اور گرفتار ہونے والوں کو خود ہار پہناتا اور جب ور کر گرفتاری دے دیتا تو لوگوں کے ساتھ مل کر نعرے لگاتا۔ لوگ بہت خوش ہوتے اور نعرے لگاتے ہوئے گھروں کو لوٹ جاتے۔ جو کھنچاؤ ذہنی تھا اس میں کمی آ گئی۔ ابھی دو تین روز ہی گزرے تھے کہ چنیوٹ بازار میں رات کو گولی چل گئی۔ حالانکہ کوئی لوٹ مار نہیں ہوئی۔ جلوس نہیں نکلا معلوم ہوا کہ فوج کسی مرزائی میجر کی کمان میں تھی۔ بارہ چودہ مسلمان خاک و خون میں تڑپ گئے۔ بلکہ ابن حسن ڈی سی کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ بھی مرزائی ہے مبینہ طور پر کئی افواہیں تھیں۔

ایک روز مولانا تاج محمود مسجد سے غائب ہو گئے۔ پھر پتہ چلا وہ گرفتار ہو گئے ہیں۔ بہر حال اگلے روز جمعہ تھا وہ جمعہ مولانا عبدالرحیم اشعر نے پڑھایا۔ نماز کے بعد مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے کہ میرے کان میں ایک رضا کار نے کہا کہ پولیس آ گئی ہے۔ میں نے فوراً مولوی اشعر صاحب کو پچھلے دروازے سے نکل جانے کا اشارہ کیا وہ نہ سمجھے چنانچہ میں نے خود پکڑ کر دروازہ سے باہر نکال دیا۔ اگر مولوی صاحب گرفتار ہو جاتے تو ڈی سی ابن حسن پولیس سے بہت سختی کرواتا۔ چونکہ مولانا اشعر نے بڑی سخت تقریر کی تھی۔ ڈی سی کا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیا۔ مسجد پر ڈی سی نے قبضہ کر کے پولیس کی تحویل میں دے دی تھی۔ اب تحریک گلی محلوں تک محدود ہو گئی جہاں پانچ دس رضا کار جمع ہو جاتے گرفتاری کا پروگرام بن جاتا وہیں سے پانچ رضا کار ہار پہن کر چوک گھنٹہ گھر جا کر نعرے لگاتے تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد۔ اتنے میں پولیس گرفتار کر کے لے جاتی۔ میں ان کے دست برد سے باہر ہو جاتا کئی دفعہ رات کو میرے گھر چھاپا پڑا لیکن میں کہاں ملتا۔ پیشتر ازیں میاں محمد عالم بٹالوی۔ مفتی محمد یونس صاحب، پروفیسر غلام رسول۔ حاجی بھائی آف چاند کلنڈر اور اس کا بھائی حاجی محمد صادق لدھیانوی۔ راجہ محمد افضل نائب سالار اور دیگر ایک سو کارکن مفتی صاحب کی قیادت میں لاھور گئے۔ لیکن مولانا خلیل احمد حسنات قادری نے انہیں مشورہ دیا کہ لاھور میں اتنے رضا کار موجود ہیں۔ کہ پانچ پانچ کے دستوں کی صورت میں گرفتاری دیتے رہیں۔ تو کئی ماہ لگ جائیں گے۔ تو رضا کار پھر بھی بہت ہیں۔ آپ ایسا کریں کہ کراچی چلے جائیں اور وہاں تحریک کا دوبارہ احیاء کریں۔ چنانچہ میر قافلہ حضرت مفتی صاحب کی تجویز سے اتفاق کیا اور قافلہ لے کر کراچی چلے گئے۔ کراچی میں اخبارات کی حد تک تحریک زندہ تھی۔ پنجاب کی خبریں تحریک کو زندہ رکھے ہوئے تھیں۔ عملاً کچھ نہیں ہوتا تھا۔ آرام باغ میں جمعہ کے روز جلوس نکلتا پانچ دس رضا کار گرفتار بھی ہو جاتے پھر معاملہ ٹھنڈا ہو جاتا۔ رضا کار بھی باہر سے لانا پڑتے بہر حال کام چل رہا تھا۔ لائل پور سے مفتی محمد یونس صاحب کا جیش کراچی پہنچا تو انہیں بڑا ریلیف مل گیا۔ ادھر لائل پور میں جامع مسجد پر پولیس قبضہ کے بعد معاملہ مشکل ہو گیا۔ رضا کاروں کے ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے ہم جتنے ساتھی تھے رات کہیں گزارتے صبح فجر کی نماز کے بعد مسجدوں میں ختم نبوت کے جانثاروں کو ڈھونڈتے پھرتے تاہم ناکام نہیں رہتے کسی ایک مسجد کا ٹارگٹ بنا لیتے پھر ادھر ادھر سے رضا کاروں کو ملتے ملاتے متعلقہ مسجد میں پہنچ جاتے اللہ تعالیٰ ہمیں مایوس نہ کرتے ایسے حالات میں بھی بیس بیس آدمی مل جاتے باقی جلوس شروع ہونے پر مل جاتے۔ پولیس بھی ہماری تلاش میں ہوتی بس ہم خاموشی سے گھنٹہ گھر چوک میں جاتے اور جاتے ہی نعرہ بازی شروع کر دیتے۔ جتنے آدمی گرفتاری کے لئے تیار ہوتے ان کے پاس پہلے سے ہی پھولوں کے ہار موجود ہوتے خود ہی گلے میں ڈال کر نمایاں ہو جاتے باقی ادھر ادھر ہو جاتے نئے سرے سے رضا کاروں کی تلاش شروع ہو جاتی۔

بقیہ 6 پر

سلامتی کونسل میں افغانستان پر اقتصادی پابندیاں کھلی بدمعاشی اور واضح جانبداری ہے

افغانستان اور سوڈان کو اس لیے دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے کہ وہاں مکمل اسلامی نظام نافذ ہے

عالمی امن کے لئے طالبان نہیں، امریکہ سب سے بڑا خطرہ ہے

(امیر احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ)

ملتان (حسین اختر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ امریکہ و روس دونوں عالمی غنڈے ہیں امت مسلمہ اب ان کی غنڈہ گردی نہیں چلنے دے گی۔ سلامتی کونسل میں افغانستان پر اقتصادی پابندیوں کی قرارداد کھلی بدمعاشی اور واضح جانبداری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ امریکہ و روس جس ملک یا شخصیت کو دہشت گرد قرار دیں اور دنیا اسے تسلیم کر لے۔ امریکہ آج افغانستان اور سوڈان کو اس لئے دہشت گرد اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا مرتکب قرار دے رہا ہے کہ وہاں مکمل اسلامی نظام نافذ ہے اور یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کا موقع نہیں مل رہا جبکہ چین کو بھی کلنٹن نے انسانی حقوق کی پامالی کا ملزم ٹھہرایا ہے۔ اس کی وجہ جنوبی ایشیا میں چین کی قوت اور سیاسی استحکام ہے جو امریکہ کیلئے ایک بڑا چیلنج ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ دنیا کے امن کیلئے طالبان نہیں، امریکہ سب سے بڑا خطرہ ہے۔ طالبان نے امن قائم کیا جبکہ امریکہ نے پوری دنیا کے امن کو تباہ و برباد کیا اور کر رہا ہے۔ امریکہ طالبان اور اسامہ پر دہشت گردی کا ایک الزام بھی ثابت نہیں کر سکا پھر افغانستان پر حملہ کی دھمکی دہشت گردی اور بدمعاشی ہے۔ افغانستان نے کسی ملک پر حملہ کیا نہ دہشت گردی۔ جبکہ امریکہ و روس دونوں ان جرائم میں ملوث ہیں۔ سلامتی کونسل نوٹس کیوں نہیں لیتی انہوں نے کہا کہ امریکہ کو شکوہ ہے کہ مسلمانوں کو عیسائیوں اور یہودیوں کے خلاف جہاد پر اکسایا جارہا ہے حالانکہ امریکہ خود یہودیوں اور عیسائیوں کو مسلمان کے قتل عام پر نہ صرف اکسا رہا ہے بلکہ مکمل تعاون اور سرپرستی کر رہا ہے فلسطین، چیچنیا اور بوسنیا میں ہونے والے مظالم امریکہ کے اسلام اور مسلم دشمنی کے کھلے مظاہر ہیں انسانی حقوق کا ٹھیکیدار امریکہ مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر مجرمانہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ جہاد بحکم قرآن مسلمانوں پر فرض ہے اور ان حالات میں جاری ہو جاتا ہے جو آج درپیش ہیں مسلمانوں کا قاتل امریکہ جہاد کے فتویٰ سے خائف ہے اور اسے اب زوال سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

شریف خاندان نے اپنے دور اقتدار میں اسلامی جہادی تحریکوں کو ناقابل نقصان پہنچایا

حکومت، نواز ڈیل ہر لحاظ سے قابل مذمت ہے، حکومت ڈیل کر رہی ہے اللہ ڈھیل دے رہا ہے

پاکستان کا سیاسی مستقبل دینی جماعتوں کے ہاتھوں میں ہے

(امیر احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ)

چناب نگر (محمد مغیرہ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت سید عطاء المہیمن بخاری نے اپنے ایک

بیان میں کہا ہے کہ نواز شریف خاندان کی رہائی امریکی وفاداریوں کا صلہ ہے انہوں نے اپنے عہد اقتدار میں وطن عزیز کی بجائے امریکی مفادات کا تحفظ کیا اسلامی و جہادی تحریکوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، امریکہ کو مطلوب مجاہدین اور دیگر مسلمان پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کئے، علماء کو قتل کرایا، دینی جماعتوں میں اپنے تنخواہ دار ایجنٹ گھسیڑ کر انہیں لخت لخت کیا اور سب سے بڑی امریکی خدمت یہ کی کہ اسلام کے نام پر اسلام کو نقصان پہنچایا، سید عطاء المھیمن بخاری نے کہا کہ حکومت، نواز ڈیل ہر لحاظ سے قابل مذمت ہے۔ حکومت ڈیل کر رہی ہے اور اللہ ڈھیل دے رہا ہے۔ حکمران اور سیاست دان اللہ کی ڈھیل کو نعمت جانیں، عبرت پکڑیں اور اللہ کا نظام نافذ کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ قومی مجرموں، ملک کے ڈاکوؤں اور لٹیروں، جہاد کے دشمنوں اور علماء کے قاتلوں کی سزا معاف کر کے انہیں چھوڑ دیا گیا ہے جو اثاثے ان سے قبضہ میں لئے گئے ہیں وہ ناقص بھی ہیں اور نامکمل بھی جبکہ لوٹا ہوا ملکی خزانہ اس سے کہیں زیادہ ہے اس واقعہ سے عملی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ احتساب اور عدالتی وقار خاک میں مل گیا ہے قانون اور سزا صرف غریبوں کیلئے ہے۔ جس کے پاس دولت ہے وہ سزا معاف کرا سکتا ہے سید عطاء المھیمن بخاری نے کہا کہ یہ مسلم لیگ کے کردار و تاریخ کا تسلسل ہے علماء اور مجاہدین کو دھشت گرد کہنے والے مہذب جانور کتنے بزدل اور بد کردار نکلے ہیں شیخ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرانے کے منصوبے بنانے والے امریکی اشارے پر قانون و سزا سے بچ نکلے اسامہ اللہ کے حوالے ہیں ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا علماء اور مجاہدین اپنی جان قربان کر سکتے ہیں مگر ایسی سودے بازی کا تصور بھی نہیں کر سکتے سید عطاء المھیمن بخاری نے کہا کہ پاکستان کا سیاسی مستقبل دینی جماعتوں کے ہاتھوں میں ہے رشوتوں کے بلے ہوئے لٹیرے سیاستدان اپنا کردار ختم کر چکے ہیں اور عوام کے دلوں میں ان کا کوئی احترام نہیں رہا موجودہ عسکری قیادت اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے ملک میں فوراً اسلامی نظام نافذ کر دے اور اپنی عسکری ذمہ داریاں پوری کرلے ورنہ اب دینی قوتوں کا سیلاب امڈ رہا ہے اور پاکستان میں اسلامی انقلاب کا راستہ کوئی نہیں روک سکتا۔

قیام پاکستان کے مقصد کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا

حکومت قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کرے

دہشت گردی، قتل و غارت گری، بیروزگاری، مہنگائی کا خاتمہ اسلام کے نفاذ میں ممکن ہے

(امیر احرار حضرت پیرجی سید عطاءالمھیمن بخاری)

لاہور (محمد معاویہ رضوان) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المھیمن بخاری نے ایک بیان میں کہا کہ پاکستان کا اسلامی نظریاتی تشخص صرف اور صرف اس صورت میں قائم رہ سکتا ہے اگر پاکستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں لایا جائے جب تک اس ملک میں اسلام کا قانون نافذ نہ ہو گا تب تک امن نہ ہو گا۔ دہشت گردی قتل و غارت گری، بیروزگاری اور مہنگائی کا خاتمہ صرف اسلام کے نفاذ میں ممکن ہے۔ انہوں نے کہا پاکستان کو معرض وجود میں آئے ہوئے ترپن سال کا عرصہ بیت چکا ہے مگر اسلام کے نام پر حاصل کیے جانے والے اس ملک میں اسلام اور دین کا مذاق اڑایا گیا اور جو قیادت اس کا مقدر بنی اس نے صرف لوٹ

کھسوٹ کا بازار گرم کیا اور ملک کے قیام کے مقصد کو ہمیشہ نظر انداز کیا انہوں نے کہا ہمارے حکمران کب تک ہاتھ میں کشکول اٹھائے آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے دروازوں پر گداگروں کی طرح قرضوں کی بھیک مانگتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مسلمان حکمران اور مسلمان ریاست کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ کافروں کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ قرض حاصل کرنے کی شرائط اور معاہدے انتہائی شرمناک ہیں اور ہمارے حکمران یہ شوگر کوٹڈ گولیاں بڑے شوق سے کھا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں قابل تشویش ہیں انہوں نے کہا حکومت قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کرے، پشت پناہی چھوڑ دے، قادیانی این جی اوز کا لبادہ اوڑھ کر تبلیغ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا حکومت سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق سود کا مقررہ مدت میں خاتمہ اور اسلامی معاشی نظام کیلئے عملی اقدامات کرے۔ انہوں نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں جنگ بندی کا بھارتی اعلان فراڈ اور جھوٹ پر مبنی ہے جنگ بندی کے باوجود بھارتی فوج کے حملے جاری ہیں۔ مجاہدین ہندوں کی عیاری اور مکاری سے ہوشیار ہو کر مسلمانان کشمیر کی مدد اور آزادی کیلئے جہاد جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان کے خلاف امریکی عزائم اور فیصلے دینی جماعتوں اور اسلامیان پاکستان کیلئے باعث تشویش ہیں افغانستان کی بقاء حقیقت میں پاکستان کی بقاء ہے افغان مسئلہ پر موجودہ عسکری حکومت کا موقف جرأت مندانہ ہے لیکن امریکہ کو باور کرایا جائے کہ اگر افغانستان پر حملہ ہوا تو پورا عالم اسلام امریکہ کے خلاف اعلان جہاد کر دے گا۔

افوام متحدہ علم کفر و شرک کی نمائندہ اور محافظ ہے

افغانستان پر اقتصادی پابندیاں غیر انسانی اور مسلمہ بین الاقوامی اقدار کے منافی ہے

اگر سلامتی کونسل کی قرارداد واپس نہ ہوئی تو پاکستان میں امریکی و یورپی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے گا

لاہور (محمد معاویہ رضوان) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے افغانستان کے خلاف سلامتی کونسل کی طرف سے اقتصادی پابندیاں عائد کرنے کی شدید مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ اقدام سراسر غیر انسانی اور مسلمہ بین الاقوامی اقدار کے منافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ عالم کفر و شرک کی نمائندہ اور محافظ بن کر رہ گئی ہے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف اسے اقدامات یک طرفہ اور جانبدارانہ ہیں۔ انہوں نے اسلامی ممالک سے اپیل کی کہ وہ سلامتی کونسل کی حالیہ قرارداد کی مذمت کریں اور اپنے مظلوم افغانی مسلمان بھائیوں سے مکمل معاشی اور اقتصادی تعاون کریں۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ یہ قرارداد امریکہ روس اور یورپ نے کفار کی مسلمانوں کے خلاف مشترکہ سازش ہے۔ امریکہ اسامہ کو محض بہانہ بنا کر دراصل طالبان کی قائم کردہ شرعی حکومت کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ وہ اسلام کو اپنے لئے خطرہ سمجھتا ہے کیوں کہ امریکہ میں بھی اب اسلام پوری قوت اور تیزی سے ابھر رہا ہے انہوں نے کہا کہ امریکہ و یورپ افغانی مسلمانوں کے رازق نہیں ہیں۔ اقتصادی پابندیوں سے مشکلات ضرور پیدا ہوں گی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ضرور مدد کریگا۔ افغانی مسلمان ان پابندیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور اسلامی نظام حکومت کی حفاظت کریں گے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے واضح کیا کہ اگر سلامتی کونسل کی مذموم قرارداد واپس نہ ہوئی تو پاکستان میں

امریکی و یورپی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ رمضان کے بعد دینی جماعتیں اس ضمن میں مضبوط لائحہ عمل مرتب کریں گی۔

○ یہود و نصاریٰ کا مقابلہ صرف جہاد سے کیا جا سکتا ہے

○ قادیانیوں اور این جی اوز کا محاسبہ و تعاقب جاری رہے گا

(سید محمد کفیل بخاری)

کراچی (شفیع الرحمن احرار) مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ رمضان نزول قرآن اور جہاد کا مہینہ ہے جو امت مسلمہ کو جہاد کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہے آج مسلمان جہاد ترک کر کے پستی کا شکار ہوئے ہیں۔ صبر اور صلوٰۃ مسلمانوں کے ہتھیار ہیں۔ قرآن پاک سب کیلئے جہاد کی دعوت دیتا ہے یہود و نصاریٰ اور ان کے ایجنٹوں کی سازشوں کا مقابلہ صرف جہاد سے کیا جاتا ہے۔ مسجد ابراہیم ماڈل کالونی ملیر میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اندرون سندھ، کراچی اور ملک کے دیگر حصوں میں قادیانیوں کی کھلے عام ارتدادی تبلیغی سرگرمیاں تشویش کا باعث ہیں۔ قادیانی ملک میں معاشرتی افراتفری سیاسی انتشار اور معاشی عدم استحکام پیدا کر کے امریکہ اسرائیل اور انڈیا کے مفادات کیلئے کام کر رہے ہیں موجودہ حکومت کے زیر سایہ قادیانیوں عیسائیوں اور این جی اوز کا اثر و نفوذ ریاستی معاملات میں خطرناک حد تک بڑھ گیا ہے فوج اور سول اداروں میں بے شمار اہم اور حساس کلیدی عہدوں پر قادیانی براجمان ہیں جو مسلمانوں کی حق تلفی کرنے کے ساتھ مرزائیت کی اشاعت بھی کر رہے ہیں انھوں نے کہا کہ ہر قادیانیوں کا پرانا طریقہ واردات ہے، سرگودھا اور سیالکوٹ کے واقعات اس بات کے غماز ہیں کہ قادیانی پاکستان کے امن کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور خود مظلوم بن کر یہود و نصاریٰ کی ہمدردیاں اور ان سے ملنے والی امداد میں مزید اضافہ کرانا چاہتے ہیں۔ حکومت این جی اوز اور قادیانیوں کی دین دشمن اور وطن دشمن سرگرمیوں کا سد باب کرے علماء اور دینی جماعتیں قادیانیوں کو کھل کھیلنے کا موقع نہیں دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جہاد پاکستان کی بہادر فوج کا ماٹو ہے قادیانی جہاد کے منکر ہیں اسلیے فوج میں قادیانیوں کی موجودگی ملک کیلئے ہر اعتبار سے خطرناک اور نقصان دہ ہے حکومت فوج سے قادیانیوں کو نکالے۔

مسلمان اگر یہود و نصاریٰ کی غلامی سے نجات چاہتے ہیں تو انہیں تبلیغ اور جہاد کے اصول پر عمل کرنا ہوگا

○ جہاد کے بغیر اسلامی انقلاب کا تصور امت مسلمہ کے لئے ہلاکت ہے

○ سندھ کے مظلوم انسانوں کو راجہ داہر اور اس کی سرکاری ایجنسیوں کی دہشت گردی سے نجات اسلامی جہاد کے ذریعے نصیب ہوئی

کراچی میں یوم باب الاسلام کی تقریب اور یوم بدر کے حوالے سے مختلف مقامات پر کی جانے والی تقاریب سے رہنمایان احرار حضرت سید محمد کفیل بخاری، ڈاکٹر صلاح الدین، مولانا احتشام الحق معاویہ، ڈاکٹر ذیشان فیصل، شفیع الرحمن احرار، عظیم مجاہد محمد بن قاسم کو خراج عقیدت پیش کر رہے تھے۔

(کراچی) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام یوم باب الاسلام سندھ منایا گیا مجلس احرار اسلام کراچی کے جنرل

سیکرٹری شفیع الرحمن احرار ڈاکٹر صلاح الدین، مولانا احتشام الحق معاویہ اور ڈاکٹر ذیشان فیصل نے ملیر ناظم آباد پاک کالونی بڑا بورڈ اور لیاقت آباد میں منعقدہ الگ الگ پروگراموں سے خطاب کیا عظیم مجاہد محمد بن قاسمؒ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ شفیع الرحمن احرار نے عظیم مجاہد محمد بن قاسمؒ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کے جہاد سے سندھ کے مظلوم انسانوں کو راجہ داہر اور اس کی سرکاری ایجنسیوں کی دہشت گردی لوٹ مار قتل و غارتگری اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے نجات حاصل ہوئی اور سندھ امن و سکون کا گہوارہ بن گیا تھا ڈاکٹر صلاح الدین نے کہا کہ جب راجہ داہر کے ڈاکوؤں نے انڈونیشیاء سے بغداد جانے والے سمندری تجارتی قافلے جو مسلمان مرد عورتوں اور بچوں پر مشتمل تھا دیبل کے قریب لوٹ لیا اور عورتوں بچوں کی بے حرمتی کی تو خلیفہ وقت بے چین ہو گیا اور مجاہد اعظم محمد بن قاسم کی کمانڈ میں مجاہدین اسلام کا لشکر جرار لیکر سندھ میں داخل ہوا اور انسانی حقوق کی بے حرمتی کرنے والے دہشت گردوں کے خلاف جہاد کر کے مظلوم مسلمانوں کو ظلم سے نجات دلائی اس طرح سندھ کو باب الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے مولانا احتشام الحق معاویہ نے مسجد داؤد میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ رمضان المبارک مجاہدہ کا مہینہ ہے محمد بن قاسمؒ نے (۱۰) دس رمضان المبارک کو سندھ کے مظلوم انسانوں کو غلامی دہشت گردی اور غنڈہ گردی سے نجات دلائی اور اسلام کے ابدی اور آفاقی عدل و مساوات کا حسین تحفہ عطاء کیا ڈاکٹر ذیشان فیصل نے کہا کہ انگریزوں کی خدمات کے صلے میں جاگیریں اور مراعات حاصل کرنے والے زمیندار جاگیردار سردار اور وڈیرے سندھ کے مظلوم عوام کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہے ہیں اور محمد بن قاسم کی راہ دیکھنے والے عوام کے معاشی اور سیاسی اور مذہبی حقوق کو پائمال کر رہے ہیں صوبائیت اور لسانیت کی تحریک چلا کر وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کر کے یہود و نصاریٰ کے مفادات کیلئے سرگرم عمل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت راجہ داھر کو سندھ کا ہیرو قرار دینے والوں، قادیانیوں اور آغا خانیوں کی سرگرمیوں کا فوری نوٹس لے۔ ۱۷، رمضان المبارک کو قائد جمہوریت ابوجہل معاذ اور معوذ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا مجلس احرار اسلام کراچی کے زیر اہتمام یوم بدر کے پروگرام منعقد کئے گئے جامعہ غوثیہ میں شفیع الرحمن احرار جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام نے کہا کہ قائد جمہوریت ابوجہل میدان بدر میں ایک ہزار ۱۰۰۰ سے زائد مسلح کفار قریش اور مشرکین مکہ کی قیادت کرتا ہوا مسلمانوں کے خلاف سینہ سپر ہو گیا ادھر ۳۱۳ مجاہدین اسلام ہادیٔ اعظم محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت باسعادت میں بے سروسامانی کے عالم میدان بدر میں کفر کا مقابلہ کرنے کیلئے نکلے ابوجہل اور مشرکین و کفار مکہ اپنے باپ دادا کے ہاتھوں تشکیل پانے والے انسانی نظام زندگی کی تحفظ کی جنگ لڑ رہا تھا شراب زنا سودی نظام معیشت عریانیت بےحیائی جواء بت پرستی، عورت کی بیسرمستی، لڑکیوں کو زندہ درگور (دفن) کرنے والے جاہلانہ عمل کی بقاء کی جدوجہد کرنے والا بدبخت ازلی دو ننھے مجاہد ''معاذ اور معوذ'' کے ہاتھوں میدان بدر میں جہنم رسید ہو گیا تبلیغ اور جہاد کے اسلامی اصول پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اللہ نے سرخرو کر دیا۔ پاکستان میں آج ابوجہل کا ثقافتی سیاسی اور معاشی نظام مسلم معاشرے کو گھن کی طرح چاٹ رہا ہے۔ مسلمان اگر یہود و نصاریٰ کی غلامی سے نجات چاہتے ہیں تو انہیں تبلیغ اور جہاد کے اصول پر عمل کرنا ہو گا۔ مسجد داؤد سائٹ ایریا میں یوم بدر کے حوالے سے اجتماع منعقد ہوا۔ مولانا احتشام الحق نے کہا کہ جہاد کے بغیر اسلامی انقلاب کا تصور امت مسلمہ کے لئے ہلاکت ہے۔

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی تبلیغی و تنظیمی مصروفیات

۱۱ رمضان ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء، خطبہ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان
۱۸ رمضان، ۱۵ دسمبر تک قیام ملتان۔
۱۸ رمضان خطبہ جمعہ۔مدنی مسجد چنیوٹ۔
۱۹ تا ۳۰ رمضان قیام چناب نگر۔
۲۵ رمضان خطبہ جمعہ۔ مسجد احرار چناب نگر۔
آخری عشرہ میں مدرسہ آلِ محمد سلانوالی میں محترم سید خالد مسعود گیلانی کی دعوت پر خطاب اور فیصل آباد میں ختم قرآن کی تقریب میں خطاب۔اجتماع عید الفطر۔ مسجد احرار چناب نگر۔
۵، جنوری خطبۂ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان
۷ جنوری محترم قاری عبد الرحیم فاروقی اور عبد الرحمن جامی صاحب کی دعوت پر جلال پور مین جامعہ فاروقیہ صوت القرآن کی تقریب سنگ بنیاد میں شرکت۔
۲۱، ۲۲ جنوری ۲۰۰۱ء فیصل آباد۔علماء کونسل کے اجلاس میں شرکت۔ اور مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت۔
۲۵ جنوری ماہانہ مجلس ذکر دارِ بنی ہاشم ملتان۔
۲۶ جنوری خطبۂ جمعہ ملتان

حضرت سید محمد کفیل بخاری کی تبلیغی و تنظیمی مصروفیات

۳ رمضان المبارک، ۳۰ نومبر بروز جمعرات مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری شاہ صاحب کراچی تشریف لائے اور خطاب بعد نماز ظہر جامع مسجد ڈاؤمیڈیکل کالج (D.MC) عنوان رمضان المبارک اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں اور فتنہ اور قادیانیت کی تباہ کاریاں (داعی ڈاکٹر ذیشان فیصل صاحب)
خطاب بعد نماز عصر جامع مسجد فاروق اعظم بفرزون (داعی مفتی مولانا امیر عمر صاحب)
افطار اور ملاقات احباب و کارکنان در مکان بھائی خالد صاحب
۴۔ رمضان المبارک، یکم دسمبر جمعتہ المبارک جامع مسجد عثمانیہ بفرزون (داعی مولانا چراغ الاسلام) و بھائی محمد خالد صاحب
افطار و ملاقات احباب و کارکنان مدرسہ عربیہ سیف الاسلام کھنڈو گوٹھ نارتھ ناظم آباد
۵ رمضان المبارک۔ ۲/دسمبر ہفتہ بعد نماز ظہر دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں ملاقات مولانا مفتی جمیل صاحب دامت برکاتہم مولانا سعید احمد جلالپوری صاحب، جمال عبد الناصر صاحب مولانا نذیر تونسوی صاحب اور محمد انور رانا صاحب
۶ رمضان المبارک۔۳/ دسمبر اتوار، خطاب اجتماع خواتین بعد نماز ظہر مدرسہ فاطمہ للبنات بفرزون (مہتمم قاری محمد طاہر رحیمی صاحب)
تقریباً ساڑھے ۴۵۰ خواتین اور طالبات نے شرکت فرمائی شاہ صاحب نے سوا ایک گھنٹہ اصلاحی بیان فرمایا اور خواتین کو قرآن وسنت پر عمل کرنے اور بچوں کی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تربیت دینے کی ترغیب دی۔ شام کورفاہ عام سوسائٹی میں بھائی خاتم اور بھائی خاتم کے گھر پر افطار فرمایا اور احباب سے ملاقات کی۔
بعد نماز تراویح ابراھیم مسجد ماڈل کالونی میں ختم نبوت کانفرنس کے عنوان پر تفصیلی خطاب فرمایا۔ یاد رہے کہ ماڈل

کالونی کراچی میں قادیانیوں کا بڑا گڑھ ہے۔ امین مسجد نزد جناح ٹرمینل اور گلشن جامی نزد ملیر کینٹ چیک پوسٹ کے علاقوں میں قادیانیوں کی دو عبادت گاہیں ہیں۔ قادیانی سرگرمیاں یہاں عروج پر ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے کارکن رد قادیانیت پر وقتاً فوقتاً لٹریچر تقسیم کرتے ہیں۔ کانفرنس کے اختتام پر بھائی احتشام الحق، بھائی یوسف صاحب، وسیم احمد، قاری سعید الرحمن صاحب قاری عبید الرحمن اور محمد مونس خان صاحب سے ملاقات ہوئی۔

واپسی پر بھائی محمود احمد صاحب کے گھر پر ماہنامہ "محافظ حق" کراچی کے ایڈیٹر جناب عرفان شاہ صاحب نے شاہ صاحب سے ملاقات کی اور تفصیلی انٹرویو کیا۔

۷ رمضان المبارک ۴ دسمبر بروز پیر، مولانا عبدالرشید انصاری صاحب کے مدرسہ و مسجد عائشہ صدیقہ نارتھ کراچی میں افطاری کی گئی اور باہمی امور پر غور و خوض کیا گیا۔

۸ رمضان المبارک۔ ۵ دسمبر منگل، سید محمد کفیل بخاری کی قیادت میں مجلس احرار اسلام کے وفد نے صوبائی وزیر مذہبی امور سندھ اور مولانا محمد ولی رازی سے ملاقات کی اور انہیں سندھ میں قادیانیوں کے سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ وفد میں مجلس احرار اسلام کراچی کے رہنما محترم شفیع الرحمن احرار، مولانا احتشام الحق معاویہ، محمود احمد اور محمد یونس بھی شامل تھے۔

۹/۱۰ رمضان المبارک۔ ۶/ ۷ دسمبر کو جامعہ حمادیہ میں حضرت مولانا عبدالواحد مدظلہ سے ملاقات کی اور دفتر ضرب مومن کا مطالعاتی دورہ کیا۔

۱۱ رمضان المبارک۔ ۸ دسمبر، بروز جمعہ ملتان تشریف لے گئے

۲۴ رمضان۔ خطاب تقریب ختم قرآن دفتر احرار لاہور

۲۵ رمضان۔ خطاب مدرسہ رحمانیہ طارق آباد ملتان۔ ❖ خطاب مسجد مولوی محمد رمضان والی ملتان

۲۶ رمضان۔ خطاب مسجد نور تغلق روڈ ملتان ❖ ۲۷ رمضان خطاب مسجد ختم نبوت دار بنی ہاشم ملتان

۲۹ رمضان خطاب مسجد موضع دین پور عبدالحکیم ضلع خانیوال

۱۱/۱۸/۲۵/رمضان کے خطبات جمعہ اجتماع عید الفطر اور ۲ شوال کا خطبہ جمعہ دار بنی ہاشم ملتان

۵ جنوری ۲۰۰۱ کا خطبہ جمعہ۔ دار بنی ہاشم ملتان

۷ جنوری۔ شرکت تقریب سنگ بنیاد جامعہ فاروقیہ صوت القرآن جلال پور پیر والا ملتان

۸ جنوری قیام چیچہ وطنی ❖ ۹/۱۰/۱۱ قیام دفتر احرار، لاہور ❖ ۲۱/۲۲/جنوری قیام فیصل آباد

۲۵/جنوری مجلس ذکر دار بنی ہاشم ملتان

ماہانہ مجلس ذکر و روحانی اجتماع ملتان

۲۹ شوال ۱۴۲۱ - ۲۵ جنوری ۲۰۰۱ء بروز جمعرات مجلس ذکر بعد نماز عشاء دار بنی ہاشم ملتان

بعد از ذکر امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم اصلاحی تربیتی بیان بھی فرمائیں گے۔ احباب و متعلقین نماز مغرب تک پہنچ جائیں

المعلن: ناظم مدرسہ معمورہ ملتان (فون: 511961 - 061)

تبصرہ: خادم حسین

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

تسہیل البیان فی تفسیر القرآن (جلد اوّل)
تالیف: مولانا محمد اسلم شیخوپوری
ضخامت: ۴۰۷ صفحات طبع اوّل: ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء
ناشر: مکتبہ حلیمیہ، لیبر اسکوائر، سائٹ ایریا کراچی ۱۶
قیمت: درج نہیں

حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری دینی و علمی حلقوں میں اپنی تحقیقی و تصنیفی خدمات کی وجہ سے معروف ہیں انہوں نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف جیسے مشکل کام کو جس تسلسل اور محنت سے جاری رکھا وہ ان کے اخلاص و للھیت کا مظہر ہے قرآنی علوم و معارف کی اشاعت ان کا خاص ذوق و شوق ہے اردو زبان میں اس موضوع پر بہت کام ہوا ہے اور ہوتا رہے گا مولانا محمد اسلم دامت برکاتہم نے اس ضرورت کو شدت سے محسوس کیا کہ قرآن کریم کی ایسی آسان تفسیر تالیف کی جائے جس سے عام مسلمان اور علمی حلقے دونوں بیک وقت استفادہ کر سکیں۔ چنانچہ "تسہیل البیان فی تفسیر القرآن" کے عنوان سے سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ پر مشتمل پہلی جلد ہمارے پیش نظر ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی، جسٹس محمد تقی عثمانی مدظلہ کے مشورہ اور دعائیہ کلمات نے اس تفسیر کی اہمیت کو دو چند کر دیا ہے۔ مؤلف کے دعویٰ کے مطابق یہ اردو زبان میں اکیسویں صدی کی پہلی آسان فہم تفسیر ہے جو معتبر اور مستند تفاسیر کے حوالوں سے مزین، من گھڑت حکایات سے خالی اور فرقہ وارانہ مناظروں، مجادلوں سے مبرا ہے۔ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ کی ۲۹۳ آیات کو ۱۰۳ عنوانات پر تقسیم کر کے ۸۵۰ عبرتیں، ہدایتیں اور مسائل اخذ کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں درج ذیل سات امور کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۱۔ ہر سورۃ کے آغاز سے قبل اس کے مضامین کا بھرپور خلاصہ ۲۔ مضمون کے اعتبار سے ایک یا چند آیات لے کر اُن پر مناسب عنوان ۳۔ ترجمہ حضرت شیخ الہند محمود حسن ۴۔ سہل تشریح ۵۔ آیات کے ربط اور مناسبت کا التزام ۶۔ کئی عربی و اردو تفاسیر کا آسان خلاصہ ۷۔ حکمت و ہدایت کے عنوان سے بصائر و عبر اور مسائل کا بیان۔
غرض ایک منفرد تفسیری شاہکار ہے۔ صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
تالیف: امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ
ترجمہ و تشریح: شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ
ضخامت: ۳۲۰ صفحات قیمت: درج نہیں
ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ کی آخری تصنیف ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور استیصالِ مرزائیت کے محاذ پر جس گرم جوشی، اخلاص وللھیت اور محبت نبوی سے سرشار و بے قرار اور مضطرب ہو کر حضرت علامہ رحمہ اللہ نے تقریری و تحریری کام کیا وہ برصغیر میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی اصل اور بنیاد ہے۔ اپنے تمام شاگردوں خصوصاً حضرت امیر شریعت سید

عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور ان کی جماعت مجلس احرار اسلام کو اس محاذ پر سر گرم کرنا اور ان کی تمام توانائیوں کو اس مقدس مشن پر صرف کرا کر مکمل سرپرستی اور نگرانی کرنا معمولی کام نہ تھا۔ یہ مختصر رسالہ فارسی زبان میں تھا۔ جسے شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے اردو میں منتقل کیا۔ اصل متن بھی ساتھ شامل رکھا اور ضروری حواشی و تشریح، حوالہ جات اور اشاریہ مرتب فرما کر کتاب کو نہایت جامع اور نافع بنا دیا ہے۔ مقدمہ مولانا مفتی عتیق الرحمن عثمانی، پیش لفظ مولانا سید محمد یوسف بنوری اور دیباچہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نے تحریر کیا ہے۔ حضرت لدھیانوی نے کتاب میں عناوین قائم کر کے دو حصوں اور اٹھارہ فصلوں پر مرتب کیا ہے۔ نہایت علمی و دینی اور قیمتی سرمایہ ہے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت سے منسلک مبلغین و کارکنان کیلئے اس کا مطالعہ از حد نافع ہے۔

احتساب قادیانیت (جلد سوم)
تالیف: حضرت مولانا حبیب اللہ امر تسری رحمہ اللہ
ضخامت: ۳۴۰ صفحات قیمت: ۱۵۰ روپے
ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

حضرت مولانا حبیب اللہ امر تسری نور اللہ مرقدہ ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے قادیانیت کی ابتداء میں ہی اس فرقہ باطلہ و ضالہ کے ردّ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے علمی و عملی کام کیا حضرت مفتی محمد حسن امر تسری رحمہ اللہ (بانی جامعہ اشرفیہ) سے علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے۔ ابتداء میں حضرت مولانا ثناء اللہ امر تسری رحمہ اللہ سے مل کر ردّ قادیانیت پر کام کیا، محکمہ انہار میں کلرک تھے پھر یہ ملازمت بھی ترک کر دی، مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہے۔ قادیان میں احرار کے قائم کردہ مرکز مدرسہ و مسجد ختم نبوت میں بھی تشریف لے جاتے رہے۔ آپ نے ردّ مرزائیت کے سلسلہ میں مختلف عنوانات کے تحت چھوٹے چھوٹے رسائل تحریر کئے مگر وہ اپنے مواد اور دلائل کے اعتبار سے بہت وزنی تھے۔ ان کے فرزند محترم حکیم محمد ذوالقرنین صاحب بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں، لاہور میں مقیم ہیں اور اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر ہیں۔ روز اول سے مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہیں مولانا کے رسائل ان کے پاس بھی مکمل نہیں تھے ان کا ارادہ تھا کہ وہ ان رسائل کو کتابی شکل میں جمع کر کے احتساب قادیانیت کے عنوان سے شائع کر دیں۔ لیکن یہ سہرا مولانا اللہ وسایا کے سر بندھا۔ انہوں نے بیس رسائل کو جمع کر کے احتساب قادیانیت کے عنوان سے شائع کیا۔ مرزائی کتابوں کے تمام نئے حوالہ جات کا اہتمام کیا اور قرآن و حدیث، سیرت و تاریخ کے حوالہ جات بھی درج فرمائے۔ کتاب اپنی افادیت اور طاقتور ہونے پر خود ناطق ہے۔

پانی پت اور بزرگان پانی پت
تالیف: حضرت مولانا سید محمد میاں رحمہ اللہ
ضخامت: ۳۵۲ صفحات، قیمت ۱۶۰ روپے
ناشر: محمد ریاض درانی، جمعیت پبلیکیشنز
متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ لاہور۔

حضرت مولانا سید محمد میاں رحمہ اللہ نے متفرق موضوعات پر کتب کثیرہ تصنیف فرمائی ہیں۔ تاریخ و سیرت، حدیث و فقہ ان کے خاص موضوع رہے ہیں۔ تحقیق و تالیف میں ان کا نام ایک مستند حوالہ ہے۔ جمعیت پبلی کیشنز کے مدیر محترم محمد ریاض درانی مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے مولانا مرحوم کی نایاب کتابیں خوبصورت اور جدید انداز میں شائع کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ زیر مطالعہ کتاب میں حضرت مولانا رحمہ اللہ نے "پانی پت" کے چار بزرگوں حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر، حضرت خواجہ شمس

الدین ترک، حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء، حضرت شیخ اعلیٰ چشتی رحمھم اللہ کے تذکرہ، سوانح، خدمات اور تصوف میں ان کے مقام و مرتبہ پر قلم اٹھایا ہے۔ سبق آموز واقعات، حکایات اور اقوال و ارشادات کا بہترین مرقع ہے۔

قادیانی غداروں کی نشاندہی
مرتب و مؤلف: محمد طاہر عبدالرزاق
قیمت: ۹۰ روپے، ضخامت: ۲۰۸ صفحات
ملنے کا پتہ دار الکتاب عزیز مارکیٹ، اردو بازار لاہور

مرزا غلام قادیانی علیہ العنتہ سے لیکر مرزا طاہر کذاب تک پورا خاندان اور قادیانی گروہ یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ اس گروہ ضالہ کے دامن میں اسلام، امت مسلمہ کے ساتھ غداریوں کے سوا کچھ نہیں اسی حقیقت کو فاضل مرتب و مؤلف نے زیر تبصرہ کتاب میں دلائل و براہین سے آشکارا کیا ہے۔ سر ظفر اللہ خان، ایم ایم احمد، ڈاکٹر عبدالسلام، مرزا بشیر الدین، مرزا ناصر اور مرزا طاہر کی ملک و ملت اور دین اسلام کے خلاف سازشوں اور غداریوں کو طشت از بام کیا ہے اور ان مکروہ چہروں سے نقاب اٹھا کر ان کی غداریوں کو عریاں کیا ہے۔

جنہیں ختم نبوت سے عشق تھا
ترتیب و تدوین: محمد طاہر عبدالرزاق
ضخامت: ۲۱۶ صفحات، قیمت: ۹۰ روپے
ملنے کا پتہ: دار الکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور محاسبۂ قادیانیت کی تاریخی جدوجہد میں اکابر احرار اور دیگر علماء اسلام کی لازوال قربانیوں، جہد مسلسل اور عزم مصمم اور عمل پیہم سے معمور ایمان افروز واقعات شہداء ختم نبوت کے جذبہ و شوق اور استقامت و شجاعت سے بھرپور کارناموں کی صدائے بازگشت۔ یہ کتاب انہی عنوانات کے گرد گھومتی ہے اور قاری کو اپنی گرفت میں لیکر محاذ ختم نبوت کا مجاہد و سپاہی بنا دیتی ہے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے دیگر رفقاء احرار کے روشن واقعات جن سے تحریک تحفظ ختم نبوت کو جلا ملی حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ اور دیگر اکابر امت کی جرأت ایمان کا تذکرہ جس سے تحریک کو مہمیز ہوئی اور قادیانی ذلت و رسوائی سے آشنا ہوئے محمد طاہر عبدالرزاق کا شمار بھی عشاقانِ ختم نبوت میں ہوتا ہے کہ اپنی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں اس مقدس مشن کی تکمیل کیلئے صرف کئے ہوئے ہیں اپنے اسلاف کے ایمان، عزم، صبر و استقامت، ایثار اور جدو جہد کو جاننے کیلئے یہ کتاب ضرور پڑھئے۔

تحفہ فکر و عمل
(مکتوبات، محمد منصور الزمان صدیقی)
ترتیب: مولانا عبدالقیوم حقانی
ضخامت: ۸۳ صفحات۔ قیمت: درج نہیں
ناشر: قاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ۔ صوبہ سرحد

صدیقی ٹرسٹ کراچی...... پاکستان میں دینی، تعلیمی اور سماجی خدمات کے حوالے سے ایک مستند اور معروف ادارہ ہے۔ محترم محمد منصور الزمان صدیقی اس کے بانی و چیئرمین ہیں۔ افغانستان، پاکستان کے شمالی علاقہ جات، بلوچستان، سندھ اور صوبہ سرحد کے پسماندہ علاقوں میں مساجد اور مدارس کا قیام و تعمیر مفت علاج کے لئے ڈسپنسریوں کا قیام و تعمیر اور ادویات کی فراہمی۔ پانی سے محروم علاقوں میں کنوؤں کی کھدائی اور پانی کی فراہمی مدارس عربیہ کے طلباء کے لئے قرآن کریم، حدیث و فقہ اور دیگر درسی کتب کی مفت فراہمی۔ مختلف زبانوں میں دینی لٹریچر کی اشاعت اور تقسیم۔ مختلف اشاعتی اداروں سے دینی کتب

بقیہ 14 پر

مسافرانِ آخرت

ماہ رمضان المبارک سے قبل اور بعد ہمارے بہت سے کرم فرما، مہربان اور علماء آخرت کو سدھار گئے اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے (آمین) مجلس احرار اسلام کے امیر ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی مدظلہ، ناظم نشر و اشاعت عبداللطیف خالد چیمہ صاحب، مدیر نقیب ختم نبوت سید محمد کفیل بخاری اور ادارہ کے تمام ارکان اپنے احباب اور علماء کے انتقال پر تمام مرحومین کیلئے دعاء مغفرت کرتے ہیں، پسماندگان کیلئے اظہار ہمدردی و تسلی اور تعزیت کرتے ہیں اور ان کے غم میں شریک ہیں قارئین سے درخواست ہے کہ وہ بھی ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

حضرت مولانا سید سلمان احمد عباسی رحمہ اللہ:

۱۲، رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ ۹، دسمبر ۲۰۰۰ء بروز ہفتہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ، کے قابلِ فخر تلامذہ میں سے تھے جید عالم دین، محقق، باعمل انسان، درویش خدامست اور قادر الکلام شاعر تھے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جامع مسجد کے خطیب و امام تھے تمام عمر دین اسلام کی خدمت میں نہایت استقامت کے ساتھ بتا دی۔ حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید اور حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے ہم درس تھے۔

مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمہ اللہ:

ممتاز عالم دین اور صاحب طرز خطیب عملی زندگی کے آغاز میں مجلس احرار اسلام کی وردی سرخ قمیص زیب تن کی اور فیصل آباد میں احرار کانفرنس میں بطور سامع کے شریک ہوئے۔ جانشین امیر شریعت حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس خدام صحابہ کی بنیاد رکھی تو چند روز آپ کی مجلس میں شریک ہو کر کسبِ فیض کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت میں حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی صلاحیتوں سے استفادہ کیا۔ پھر حضرت سید نورالحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں تنظیم اہل سنت میں شامل ہو گئے۔ جمعیت علماء اسلام میں شامل ہوئے تو حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کے رفیق خاص تھے۔ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ جمعیت سے الگ ہوئے تو ان کا ساتھ دیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے۔ مولانا حقنواز جھنگوی شہید نے سپاہِ صحابہ بنائی تو ان کے ہمسفر ہو گئے۔ آجکل سپاہِ صحابہ پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین تھے پاکستان میں اہل سنت کے حقوق کے تحفظ کیلئے ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا قاری عبدالحئی عابد مدظلہ بھی ایک طویل عرصہ مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہے امیر احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری نے محترم قاری صاحب اور مولانا قاسمی مرحوم کے فرزندوں اور تمام پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کیا ہے۔

پروفیسر محمد عابد صدیق رحمہ اللہ:

۱۰، رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ ۷، دسمبر بروز جمعرات محسن احرار ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطا

المحسن بخاری رحمہ اللہ کے مخلص اور پیارے دوست، صاحب طرز ادیب، قادر الکلام شاعر، عربی، فارسی، اردو، ہندی، پنجابی پر عبور عربی کے علاوہ باقی زبانوں میں مضبوط شعر کہے۔ اسم با مسمیٰ عابد و زاہد اور ایک سچا کھرا انسان پابند صوم وصلوٰۃ، شب زندہ دار، افطار کے بعد نمازِ مغرب ادا کی اہل و عیال سے تبادلہ خیالات کے بعد نماز عشاء کیلئے وضو بنایا اور کلمہ پڑھتے ہوئے بارگاہِ حی و قیوم میں حاضر ہو گئے۔ بہاولپور میں قیام تھا اور وہیں اسودۂ خاک ہو گئے۔ نہایت ملنسار، بااخلاق، محبت و خلق کا پیکر انسان حق مغفرت کرے عجب انسان تھا۔

حاجی عبدالستار خان مرحوم، گنڈہ پور: ۶، رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ ۳، دسمبر ۲۰۰۰ء بروز اتوار مجلس احرار اسلام کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے صدر محترم عبدالعزیز خان صاحب کے بھائی انتقال کر گئے۔

محترم عبدالمجید صاحب مرحوم: ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ ۱۱، دسمبر بروز پیر، ہمارے کرم فرما اور رفیق فکر محترم پروفیسر محمد عباسی نجمی اور محترم پروفیسر محمد عاصم کے چچا رحلت فرما گئے۔

لالہ غلام حیدر مرحوم:

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے آبائی گاؤں ناگڑیاں ضلع گجرات کے رہائشی تھے اسی گھر میں قرآن کریم پڑھا حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ اور ان کے ہم سن خاندان کے تمام افراد انہیں "لالہ" کے نام سے یاد کرتے وہ حقیقتاً بھائی بن کر زندگی گزار گئے۔ شرم حیاء اور محبت و خلوص کی عظیم الشان صفات سے متصف تھے۔ اپنے کردار و عمل اور خلق و تعلق سے وہ اس خاندان کے ایک فرد بن گئے تھے۔ شریعت کے پابند اور صالح انسان تھے۔

جام لیاقت علی منڈھیر مرحوم: ۱۶-رمضان ۱۴۲۱ھ ۱۳ دسمبر ۲۰۰۰ بروز بدھ مجلس احرارِ اسلام ماہڑہ ضلع مظفر گڑھ کے معاون محترم جام مختیار احمد منڈھیر کے قریبی عزیز تھے۔

مجلس احرار اسلام کمالیہ کے اراکین محترم احمد یار، محترم اللہ بخش برادران کی بڑی ہمشیر اور ہمارے کرم فرما محترم عبدالکریم قمر صاحب کے چچی مرحومہ۔

مجلس احرار اسلام بورے والہ کے رکن محترم محمد نوید صاحب کے دادا مرحوم ۱۷ رمضان ۱۴۲۱ھ ۱۴ دسمبر ۲۰۰۰ بروز جمعرات رحلت فرما گئے۔

والدہ مرحومہ حافظ محمد اشرف صاحب: مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کے رہنما اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن جناب حافظ محمد اشرف صاحب کی والدہ ماجدہ یکم جنوری ۲۰۰۱ء کو انتقال کر گئیں۔

اہلیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کی اہلیہ اور مولانا فضل الرحمن درخواستی کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

دعاء صحت

مجلس احرار اسلام کمالیہ کے مخلص کارکن محترم محمد طاہر صاحب گزشتہ دنوں شدید علیل ہو گئے احباب ان کیلئے دعاء فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

زندگی کے سارے سُکھ، صحّت اور تن دُرستی سے ہیں

ایلوویرا اور
منتخب نباتات کا
صحّت افزا مرکّب

تن سُکھ سے تن دُرست

تن سُکھ جسم و جاں کو تقویت پہنچاتا ہے، نظامِ ہضم اور افعالِ جگر کی اصلاح کرتا ہے۔

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

Adarts -HTS-12/97(R)

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

اپیل: وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم چونتیس مدارس، قرآن و حدیث کی تعلیم و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اخراجات کا تخمینہ تقریباً تیس لاکھ روپے سالانہ ہے۔ جس میں طلباء کی رہائش، وظائف اور دیگر ضروریات، طعام، علاج شامل ہیں۔ تعمیرات اور توسیع کے اخراجات علاوہ ہیں۔ اکثر مدارس کا خرچ وفاق کے ذمہ ہے جبکہ بعض مدارس اپنا خرچ خود پورا کرتے ہیں۔ اہل خیر سے درخواست ہے کہ اپنے عطیات اور زکوٰۃ و صدقات عنایت فرما کر اللہ سے اجر پائیں۔

- مدرسہ معمورہ، جامع مسجد ختم نبوت، دار بنی ہاشم، ملتان فون 061-511961
- مدرسہ معمورہ، مسجد نور۔ تغلق روڈ ملتان
- جامعہ بستان عائشہؓ (برائے طالبات) دار بنی ہاشم، ملتان فون 061-511356
- جامعہ معاذؓ بدھلہ روڈ، ملتان (زیر تعمیر)
- مدرسہ معمورہ۔ مسجد طوبیٰ، 17 کسی۔ وہاڑی روڈ ملتان
- مدرسہ تعلیم القرآن بکی مسجد چوک حرم گیٹ ملتان
- مسجد مولوی محمد رمضان والی محلہ کوٹلہ تولے خان ملتان
- مدرسہ معمورہ۔ 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن۔ لاہور فون 042-5865465
- مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ فون 04524-211523
- بخاری پبلک سکول۔ چناب نگر (ربوہ) ضلع جھنگ
- احرار مرکز، مدنی مسجد، بخاری ٹاؤن۔ سرگودھا روڈ چنیوٹ، ضلع جھنگ (زیر تعمیر)
- مدرسہ ختم نبوت لال مسجد بستی کھیپیاں چناب نگر
- مدرسہ فاروق اعظم، موضع اصحابہ چک کالی مال ضلع جھنگ
- مدرسہ محمودیہ، مسجد المعمور ناگڑیاں، ضلع گجرات
- دار العلوم ختم نبوت، جامع مسجد چیچہ وطنی فون 0445-611657
- دار العلوم ختم نبوت (احرار ختم نبوت سنٹر) مرکزی مسجد عثمانیہ، ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی، فون 0445-610955
- مدرسہ و مسجد معاویہ۔ جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
- مسجد صدیقیہ، کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
- مدرسہ ابوبکر صدیق، جامع مسجد ابوبکر صدیق، تلہ گنگ، ضلع چکوال فون 05776 - 412201
- مدرسہ احرار اسلام مسجد سیدنا علی المرتضیٰ، چکڑالہ، ضلع میانوالی (زیر تعمیر)
- مدرسہ ختم نبوت، چشتیاں، (ضلع بہاولنگر) (زیر تعمیر)
- مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد شبلی غربی (ضلع بہاولنگر)
- مدرسۃ العلوم الاسلامیہ، جامع مسجد گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی فون 0693-690013
- مدرسۃ البنات (برائے طالبات) گڑھا موڑ۔
- مدرسہ و مسجد ختم نبوت، نواں چوک، گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی
- مدرسہ معمورہ تعلیم القرآن چک P - 14 خان پور
- مدرسہ ختم نبوت، چک نمبر 88/WB گڑھا موڑ۔ ضلع وہاڑی
- مدرسہ ختم نبوت چک 76 بھگوان پورہ ضلع وہاڑی
- مدرسہ ختم نبوت گرین ٹاؤن نزد چونگی 8 لاہور روڈ بورے والا ضلع وہاڑی (زیر تعمیر)
- مدرسہ معمورہ، تعلیم القرآن۔ چک نمبر 158 الف 10.R جہانیاں ضلع خانیوال (زیر تعمیر)
- مدرسہ احرار اسلام۔ مصطفیٰ آباد، کرم پور۔ ضلع وہاڑی
- مدرسہ معمورہ، الیاس کالونی، صادق آباد۔ ضلع رحیم یار خان
- مدرسہ احرار اسلام بستی میرک ضلع رحیم یار خان (زیر تعمیر)
- مدرسہ عربیہ محمودیہ بیت القرآن، چاہ کیکر والا موضع محبت پور
- مدرسہ احرار اسلام، چاہ چڑھوئے والا، کلروالی، ضلع مظفر گڑھ
- مدرسہ معمورہ، مسجد معاویہ، بستی مہر پور۔ ضلع مظفر گڑھ

ترسیل زر کے لئے

بذریعہ منی آرڈر: **ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری**

- مدیر وفاق المدارس الاحرار
- امیر مجلس احرار اسلام پاکستان - دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک: ڈرافٹ / چیک بنام مدرسہ معمورہ ملتان، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان

(ازراہ کرم چیک بھیجتے وقت بینک کا خرچ اس میں شامل فرمادیں)